ونگ سولز سکول آف تھیالوجی

in conjunction with

INTERNATIONAL SCHOOL OF CLIMB MISSION, USA

مسیحی کردار

Christian Character

(کورس برائے ببلیکل سرٹیفکیٹ)

مترجم

پادری ڈاکٹر فیاض انور

ایم۔اے (اردو، تاریخ) ایم ایڈ، ڈی۔ڈی، ڈاکٹر آف منسٹری

مسیحی کردار

(Christian Character)

(کورس برائے ببلیکل سرٹیفکیٹ)

ترتیب وتدوین

انٹرنیشنل سکول آف کلائمب مشن، یو۔ایس۔اے

(International School of Climb Mission, USA)

مترجم

پادری ڈاکٹر فیاض انور

ایم۔اے(اُردُو، تاریخ)ایم۔ایڈ، ڈی۔ڈی، ڈاکٹر آف منسٹری

ناشرین: وننگ سولز فار کرائسٹ منسٹریز (رجسٹرڈ)

ناشرین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وننگ سولز فار کرائسٹ منسٹریز (رجسٹرڈ)

ترتیب وتدوین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ انٹرنیشنل سکول آف کلائمب مشن، یو۔ایس۔اے

مترجم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پادری ڈاکٹر فیاض انور

پروف ریڈنگ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پادری محبوب ناز، پادری مالک الماس

معاونین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پادری نیامت ہنجرا، پروفیسر شاہد صدیق گل، روبن جون

نظرثانی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ڈاکٹر زینت ناز

کمپوزنگ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پادری ڈاکٹر فیاض انور

بار۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اوّل

تعداد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ 1000

جنوری 2021

پتا: مریم صدیقہ ٹاؤن چن دا قلعہ، گوجرانوالہ

Contact: 03007499529, 03462448983

حرفِ آغاز

ونگ سولز سکول آف تھیالوجی ایک بین الکلیسیائی ادارہ ہے۔ جو 2009 سے کلیسیا پاکستان کو کلام مقدس کے ٹھوس اور مستند علم سے ہم کنار کر رہا ہے۔ اِس سکول کا رویا خُدا نے اپنے بندہ پادری ڈاکٹر فیاض انور کو اُس وقت دیا جب وہ پاکستان آرمی میں اپنی خدمات سرانجام دے رہے تھے۔

2009 میں آپ نے کورڈیئل (Cordial) بائبل سکول کے نام سے اِس ادارہ کا آغاز ایک چھوٹے سے کمرہ سے کیا۔ ابتدا میں آپ نے پاکستان بائبل کارسپانڈنس سکول فیصل آباد سنٹر کے اُردو اور انگریزی کورسز کو بطور نصاب استعمال کیا۔ گوجرانوالہ کے بہت سے علاقوں سے طلبا و طالبات اِن کورسز سے مستفید ہوئے۔

جولائی 2015 میں آپ نے پاکستان آرمی کی سروس کو خیر باد کہہ کر کل وقتی خُدمت کا آغاز کیا اور دی گڈ شیپرڈ سکول کی عمارت میں باقاعدہ طور پر بائبل کلاسز کا آغاز کیا۔

2017 میں سکول کے ساتھ کرائسٹ ہال کی تعمیر عمل میں آئی اور وہاں پر بھی بائبل کلاسز کا آغاز کر دیا گیا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ پاکستان کے بہت سے شہروں سے طلبا و طالبات آپ سے درخواست کرنے لگے کہ خط و کتابت کا سلسلہ بھی شروع کیا جائے۔ آپ نے اِسے خُدا کی مرضی جانتے ہوئے 2020 سے باقاعدہ کلاسز کے ساتھ ساتھ خط و کتابت کے سلسلہ کا بھی آغاز کیا۔ اِسی سال اِس سکول کا نام ''کورڈیئل بائبل سکول'' سے تبدیل کر کے ''ونگ سولز سکول آف تھیالوجی'' رکھا گیا۔

خط و کتابت کے سلسلہ کے آغاز کے ساتھ ہی پورے پاکستان سے طلبا و طالبات نے اِس سکول میں داخلہ لینا شروع کر دیا۔ اب پورے پاکستان سے بہت سے طالب علم خط و کتابت کے ذریعے کلام مقدس کی تعلیمات کو سیکھ رہے ہیں۔ اور پاکستان کے بہت سے شہروں میں ''ونگ سولز سکول آف تھیالوجی'' کے ایکسٹینشن سنٹرز بھی کام کر رہے ہیں۔

''ونگ سولز سکول آف تھیالوجی'' کا نصاب امریکہ کے ایک معروف بائبل سکول کا ہے، جسے پادری ڈاکٹر فیاض انور نے اُردو زبان میں ترجمہ کیا ہے۔

اِس سکول میں تیس کورسز پر مشتمل تین پروگرامز پیش کئے جا رہے ہیں۔ جن کی تفصیلات درج ذیل ہے۔

بائبلیکل سرٹیفکیٹ (Biblical Certificate)

		کریڈٹ آرز
1	مخلصی اور نجات	(10)
2	بادشاہت اور خوشخبری	(20)
3	تعارفِ مطالعہ بائبل	(20)
4	دُعا اور روزہ	(10)
5	خُدا کو جاننا (I)	(20)
6	مسیحی کردار	(20)
7	مسیحی قیادت	(20)
8	رُوحانی جنگ	(10)
9	منادی	(10)
10	ارشادِ اعظم	(10)

سرٹیفائیڈ بائبلیکل ڈپلومہ (Certified Biblical Diploma)

		کریڈٹ آرز
1	ایمان	(10)
2	خُدا کو جاننا (II)	(20)
3	اختیار، فرمانبرداری اور کلام مقدس	(20)
4	حمد و ثنا اور پرستش	(10)
5	رُوح القدس	(20)
6	مشن تھیالوجی	(20)
7	تعلیم اور منادی	(20)
8	رُوح کی نعمتیں	(10)
9	چرچ کی تنظیم	(10)
10	چرچ پلانٹنگ	(10)

بیچلر اِن آرٹس فار بائبلیکل سٹڈیز (Bachelor in Arts for Biblical Studies)

		کریڈٹ آرز
1	فرشتے اور بدرُوحیں	(10)
2	کلیسیائی رفاقت	(20)
3	شادی	(20)
4	مطالعہ بائبل (III)	(10)
5	مطالعہ بائبل (IV)	(20)
6	عملی شاگردیت	(20)
7	پاسبانی مشاورت	(20)
8	رسالت	(10)
9	امثال	(10)
10	بائبل اور پیسہ	(10)

مسیحی کردار

(Christian Character)

نصاب برائے مسیحی کردار

امتحان برائے مسیحی کردار

بیس نکاتی ممکنہ سوالات

1۔ خادم اور محض خدمت کرنے کے مابین فرق کو واضح کریں۔

2۔ عاجزی کے دو اہم اساسی اصولوں پر بحث کریں۔

3۔ موسیٰ کی زندگی کو مدنظر رکھتے ہوئے عاجزی کی اصطلاح پر بحث کریں۔

4۔ اُن تین طریقوں پر بحث کریں جن کے ذریعے نحمیاہ نے اپنے لوگوں کو تحریک دی۔

5۔ بحث کریں کہ کیسے نحمیاہ نے مخالفت کا سامنا کیا اور اُس کا جواب دیا۔

6۔ فرانسیس اسیسی (Francis Assisi) کی کہانی کو مدنظر رکھتے ہوئے بیان کریں کہ کیسے بے غرضی کی زندگی آزادی اور خوشی کے نتائج ہیں۔

دس نکاتی ممکنہ سوالات

1۔ ''پاؤں دھونے'' کی رسم کی مختصر تفصیل بیان کریں۔

2۔ بیان کریں کہ کیسے ادنیٰ خدمتی کاموں سے انکار بت پرستی کے برابر ہے۔

3۔ جھوٹی عاجزی کیا ہے؟

4۔ دُعا کرنا اور عاجزی کیسے ایک دُوسرے سے تعلق رکھتے ہیں۔

5۔ نحمیاہ کی کتاب کا تاریخی پس منظر مختصراً بیان کریں۔

6۔ بیان کریں کہ کیسے نحمیاہ فطری طور پر خدا پر ایمان رکھتا تھا۔

7۔ بیان کریں کہ کیسے نحمیاہ نے اختیار اور ذمہ داری میں عدم توازن کے مسئلے سے اجتناب کیا۔

8۔ نحمیاہ کے دُوسروں کو متحرک کرنے کے طریقہ کار کی وضاحت کریں۔

9۔ اُس ایک طریقہ کے بارے میں بیان کریں جس سے نحمیاہ قربانی کی طرف مائل ہوا۔

10۔ کسی ایک کردار کے بارے میں بیان کریں جو نحمیاہ سے مشابہت رکھتا ہے۔

11۔ بے غرضی کے تصور کے بارے میں بیان کریں۔

12۔ نظم وضبط اور ضابطہ پرستی کے درمیان فرق کے بارے میں مختصراً بیان کریں۔

کلاس نمبر: 1

مسیحی کردار کا تعارف

اُردُو اور انگریزی لغوی معانی

مسیحی (م۔سی۔حی۔عربی صفت نسبت) مسیح کی صفت نسبتی۔مسیح سے منسوب۔خُداوند مسیح کا پیرو۔مسیحی مذہب کا پیرو۔مسیح (اسم علم)+ی، لاحقہ نسبت۔

کردار (کر۔دار۔فارسی اسم مذکر) فارسی مصدر کردن کا حاصل مصدر۔روش۔چال چلن۔سیرت۔فعل۔عمل۔کام۔طرز۔چلن۔شغل۔طریق۔قاعدہ۔خصلت۔عادت

Christian/ˈkrɪstʃən/adj. 1 of Christ's teaching or religion. 2 believing in or following the religion of Jesus Christ. 3 showing the qualities associated with Christ's teaching. n. 1 a person who has received Christian baptism. b an adherent of Christ's teaching. 2 a person exhibiting Christian qualities. [ORIGIN: Latin Christianus from Christus CHRIST.]

Character/ˈkærəktər/n.1 the collective qualities or characteristics, esp. mental and moral, that distinguish a person or thing. 2 a moral strength(has a weak character). b reputation, esp good reputation. [ORIGIN: Middle English via Old French caractere and Latin character from Greek kharakter 'stamp, impress.]

A۔ کردار: اِس بات کی حقیقت ہے کہ آپ کون ہیں اور آپ کیا کرتے ہیں۔

1۔ کردار ایک لفظ ہے جو ''شخصیت'' اور ''وضع قطع'' سے مناسبت رکھتا ہے۔کردار اصل میں اِس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ آپ کیا ہیں۔جو کچھ وضع قطع کے پیچھے ہوتا ہے وہ حقیقت ہے۔اور ظاہری شخصیت بھی ایک حقیقت ہے۔

2۔ یہ کہا جا چکا ہے:

آپ کا مطمع نظر یہ ہے کہ آپ کیا ہونے کی خواہش کرتے تھے۔

آپ کی شہرت یہ ہے کہ لوگ آپ کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔

آپ کا کردار یہ ہے کہ اصل میں آپ کیا ہیں۔

3۔ ہمارا کردار ہماری زندگی کی سمت کا تعین کرتا ہے۔یہ بھی کہا جا چکا ہے:

اگر ہم خیال بوتے ہیں، تو ہم عمل کاٹتے ہیں۔

اگر ہم عمل بوتے ہیں، تو ہم عادت کاٹتے ہیں۔

اگر ہم عادت کو بوتے ہیں، تو ہم کردار کاٹتے ہیں۔

اگر ہم کردار کو بوتے ہیں، تو ہم تقدیر کاٹتے ہیں۔

B۔ اِس کورس کے مشمولات

1۔ یہ کورس مسیحی کردار کے بہت ہی اہم پہلوؤں کا مطالعہ کرتا ہے۔اِس کورس کے ذریعے ہم اور زیادہ وضاحت سے دیکھیں گے کہ ایک مسیحی کیا ہے اور وہ کیا کرتا ہے۔

2۔ اِس کورس میں مندرجہ ذیل کرداری خصوصیات کا مطالعہ کیا جائے گا۔

a۔ خدمت (یسوع اور اُس کے شاگردوں کی زندگی کا مطالعہ)

b۔ عاجزی (موسیٰ کی زندگی کا مطالعہ)

c۔ قیادت (نحمیاہ کی زندگی کا مطالعہ)

d۔ بے غرضی (فرانسیس اسیسی کی زندگی کا مطالعہ)

e۔ نظم وضبط (جان ویزلی کی زندگی کا مطالعہ)

II. خدمت

یسوع نے یوحنا (13 باب) میں شاگردوں کے پاؤں دھوکر مسیحی خدمت کا نمونہ قائم کیا۔

1۔ یوحنا (13 باب) کا ثقافتی پس منظر: مشرقِ وسطیٰ میں پاؤں دھونے کی رسم ابرہام کے دور سے عام تھی۔ (پیدائش 4:18; 2:19)

a۔ اِس علاقہ کی آب وہوا خشک تھی اور اِس وجہ سے سڑکیں بہت زیادہ گرد آلودہ ہوتی تھیں۔ جب لوگ سفر کرتے تو وہ کھلے جوتے پہنتے تھے۔ اِس لیے پاؤں دھونا ایک عملی خدمت تھی۔

b۔ عبرانی ثقافت میں پاؤں دھونا خدمت کی سب سے ادنیٰ قسم تھی۔

1۔ عبرانی لوگ اپنے ساتھی عبرانیوں کو کبھی بھی یہ کام کرنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ اور مہمانوں کے پاؤں دھونے کے لیے وہ اپنے غلاموں کو استعمال کرتے تھے۔

2۔ صرف شاگرد اِس سے مستثنیٰ تھے کہ وہ اپنے استاد سے وفاداری کے اظہار کے لیے اُس کے پاؤں دھو سکتے تھے۔

2۔ یسوع نے کیسے مسیحی خدمت کے لیے ایک نئے معیار کو قائم کیا؟

a۔ یوحنا (13 باب) میں یسوع جو استاد تھا، اُس نے اپنے شاگردوں کے پاؤں دھوئے۔ یہ ایک واضح پیغام ہے۔

1۔ تم بطور لیڈر میری عزت کرتے ہو۔ (آیت 13)

2۔ بجائے اِس کے میں نے تمہاری خدمت کی۔ (آیت 14)

3۔ پس تمہیں بھی ایک دُوسرے کی خدمت کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ (آیت 15,14)

a) ہمیں دُوسروں کی خدمت کے لیے تیار رہنا چاہیے کیونکہ ایک جو ہم سب سے بڑا ہے اُس نے اپنی پوری زندگی دُوسروں کی خدمت کے لیے گزاری۔

b) خصوصاً، جب ہم اپنا موازنہ یسوع سے کرتے ہیں تو ہم جانتے ہیں کہ ہمارے مراتب اُس سے تعلق رکھتے ہیں۔ اِس طرح ہم یہ کہنے کی ہرگز کوشش نہیں کریں گے کہ ہمارے بھی وہ ہی حقوق ہیں اور ہم اُس جیسی خدمات نہیں کر سکتے۔

(1) جب ہم ادنیٰ خدمت کرنے سے انکار کرتے ہیں تو ہم اپنے آپ کو یسوع سے بلند کرتے ہیں جس نے اپنے دور کے سب سے ادنیٰ کام کئے۔ جب ہم یہ کرتے ہیں تو ہم بت پرستی کے مرتکب ہوتے ہیں۔

(2) علامتی طور پر خدمت کے ادنیٰ کام کرنے سے یسوع نے ایک نمونہ قائم کیا تا کہ یہ ہمارے غرور کو ختم کرے اور ہمیں کسی بھی طور پر دوسروں کی خدمت کرنے سے دور نہ لے جائے۔ اِس سے کچھ فرق نہیں پڑھتا کہ یہ کام کتنا ادنیٰ ہے۔

مصنف کی توضیح

پاسٹرز کو کبھی بھی یہ نہیں کہنا چاہیے کہ وہ چرچ کے ادنیٰ کام نہیں کریں گے۔ کیونکہ اُنہوں نے بائبل کی تربیت حاصل کی ہوئی ہے۔
اِسی طرح مسیحی پیشہ ورانوں کو چرچ کے ٹوائلٹ صاف کرنے سے انکار نہیں کرنا چاہیے کیونکہ وہ محسوس کرتے ہیں خدمت کے عمل میں یہ سب سے ادنیٰ کام ہے۔

اپنی توضیح یہاں لکھیں

بحث کا نکتہ

مندرجہ ذیل خاکہ کو استعمال کرتے ہوئے اِس تصور پر بحث کریں اور اس کا اطلاق کریں۔

میں ________	اعلیٰ درجہ ________	خدمت کا وہ درجہ جس کے بارے میں ہمارا خیال ہے کہ یہ ہمارے لیے بہت ادنیٰ ہے۔تو ہم اُس سے اعلیٰ ہیں۔
	بت پرستی	
یسوع ________	ادنیٰ درجہ ________	خدمت کا وہ معیار جو یسوع نے قائم کیا جب اُس نے اپنے دور کا سب سے ادنیٰ کام کیا۔

یاد رکھیں جب ہم خدمت کے ادنیٰ کاموں کو اپنے سے کمتر خیال کرتے ہیں تو ہم یسوع کو اپنے سے کمتر گردانتے ہیں ایسا کرنے سے اصل میں ہم کہہ رہے ہوتے ہیں کہ ہم وہ کام نہیں کریں گے جو اُس نے کیئے۔ایسا کرنا ہمیں یسوع سے افضل بناتا ہے اور یہ بت پرستی ہے۔

B۔خدمت کرنے والے اور خادم میں فرق ہے۔

1۔ حقیقی خدمت اور حقیقی محبت۔

a۔ اپنے شاگردوں کو خدمت کے بارے میں واضح پیغام دینے کے بعد،اُس نے اُن سے کہا کہ وہ اُن کو اس دُنیا میں بھیجے گا۔(یوحنا 16:13)

1۔ ہم یسوع کے شاگرد ہونے کے لیے بھیجے گئے ہیں۔ہمیں ضرور اُس کے خدمتی رویے کے مطابق خدمت کرنی چاہیے اور اُس طرز زندگی کو قبول کرنا چاہیے جیسا طرز زندگی اُس نے اپنایا۔

2۔ہمیں ضرور یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ یسوع نے محض خدمت ہی نہیں کی بلکہ وہ حقیقی خادم بنا۔

3۔پس، ہمیں صرف خدمت کے کام ہی سرانجام نہیں دینے بلکہ ہم نے ضرور خادم بھی بننا ہے۔

b۔ ہم یہ دیکھ سکتے ہیں کہ حقیقی خدمت حقیقی محبت کا نتیجہ ہے۔

1۔ کوئی شخص جو خدمت کرتا ہے ہوسکتا ہے کہ اِس کے پس پردہ اُس کے کچھ پوشیدہ مقاصد ہوں۔لیکن جو خادم ہے وہ خدمت کے کاموں کو پاکیزہ محرکات کے تحت کرتا ہے۔

2۔شادی کے ایک کورس (MOTMOT Course) میں محبت کی دو اقسام کا موازنہ کیا گیا۔

a) ''دُنیاوی'' محبت کو ''50/50'' محبت کہتے ہیں۔اِس کا مطلب ہے کہ ہر ساتھی اپنے کل حصے کا آدھا دیتا ہے، یا وہ شادی کی دوڑ دھوپ میں اپنا پچاس فیصد حصہ ڈالتا ہے۔ ہر ساتھی توقعات کے ساتھ محبت کرتا ہے تا کہ دُوسرا ساتھی بھی اِس میں برابر حصہ ڈالے۔

b) ''اگاپے'' محبت غیر مشروط محبت ہے یا ''100/100'' محبت ہے۔اِس کا مطلب ہے کہ ہر ساتھی اپنا سب کچھ دے دے، یا شادی کی دوڑ دھوپ میں اپنا 100 فیصد حصہ ڈالے۔ ہر ساتھی کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ بغیر کسی توقع کے دُوسرے ساتھی کی مدد کرے، یہاں تک کہ کوئی بھی اپنی چیز کو اپنا نہیں سمجھتا۔

c) بالکل محبت کی اِن اقسام کی طرح خدمت بھی ''50/50'' اور ''100/100'' ہوسکتی ہے۔

(1) ''50/50'' خدمت خودغرضانہ اور جھوٹی خدمت ہے۔

(2) ''100/100'' خدمت بے غرض اور حقیقی خدمت ہے جو غیر مشروط طور پر کی جاتی ہے۔

بحث کا نکتہ

مندرجہ ذیل خاکہ کو استعمال کرتے ہوئے سابقہ خیال پر بحث کریں۔

خدمت کی قسم	یہ کیا کہتی ہے	رائے
مشروط خدمت 50-------50 فیصد شمولیت	میں تمہاری خدمت کروں گا اگر تم میری خدمت کرو گے۔ میں اپنا آدھا حصہ ڈالوں گا۔(میں تب ہی خدمت کروں گا جب بدلے میں مجھے بھی کچھ ملے گا)	اِس فلسفہ میں حقیقی خدمت نہیں ہوتی۔ کیونکہ اِس میں آپ کی نگاہ دُوسروں پر ہوتی ہے۔آپ تب ہی خدمت کریں گے جب آپ کی خدمت کی جائے گی۔ دُوسرا شخص آپ کا انتظار کرے گا کہ آپ اُس کی خدمت کریں۔
غیر مشروط خدمت 100--------100 فیصد شمولیت	میں خدمت کروں گا اِس سے کچھ فرق نہیں پڑتا کہ آپ کیا کرتے ہیں۔ میں وہ سب کچھ کروں گا جو ضروری ہے۔	اِس فلسفہ میں حقیقی، آزاد اور مسلسل خدمت کی جاتی ہے۔اِس میں آپ کا مرکزِ نگاہ اپنی ذمہ داریاں ہوں گی۔آپ کی خدمت کا انحصار دُوسروں پر نہیں۔

c۔ خادم بننے کے لیے آپ کو ضرور اپنی خواہشات کو بھولنا پڑے گا اور دُوسروں کی خواہشات کو یاد کرنا پڑے گا۔

1) آپ کو ضرور اپنی ذمہ داریوں کو یاد رکھنا پڑے گا اور دُوسروں کی ذمہ داریوں کو بھولنا پڑے گا۔

2) دُوسرے لفظوں میں آپ کو ضرور اپنی ذات کو ختم کرنا پڑے گا اور خُدا اور دُوسروں کے لیے زندہ رہنا پڑے گا۔

2۔ خادم بننا اور خدمت کرنے کا چناؤ کرنا۔

a۔ جب ہم خدمت کرنے کا چناؤ کرتے ہیں تو اکثر ہمیں ہدایت کی جاتی ہے کہ ہم کس کی، کب، کیوں، کہاں اور کیسے خدمت کریں گے۔اور لازماً یہ باتیں ہماری خدمت کو محدود کرتی ہیں اور ہمیں یہ محسوس کرنے پر بھی ابھارتی ہیں کہ ہم دُوسروں کی خدمت کر رہے ہیں۔

b۔ جب ہم خادم بننے کا چناؤ کرتے ہیں تو ہم اُن ذمہ داریوں کو دُرست طور پر سرانجام دیتے ہیں۔ مسیح میں ہماری خدمت کی کوئی حدود نہیں اور نہ ہی ہم یہ محسوس کر سکتے ہیں کہ ہم استعمال ہو رہے ہیں کیونکہ ہم اپنے نہیں بلکہ قیمت سے خریدے گئے ہیں۔

1) ایک خادم کا رویہ حقیقی محرکات اور یسوع مسیح کی غیر مشروط خدمت کے نتائج سے پیدا ہوتا ہے۔

2) پولس اپنے آپ کو مسیح کا بندہ کہتا ہے (رومیوں 1:1؛ فلپیوں 1:1) یسوع نے کہا کہ اول آخر ہو جائیں گے۔ (متی 27:20)

a) اِس قسم کے حقیقی خادم ایک غلام کی طرح اپنے تمام حقوق سے دستبردار ہو جاتے ہیں۔

b) حقوق سے دستبردار ہونے اور اُن کو تھامے رکھنے میں فرق ہے جیسے ایک جو خدمت کرتا ہے اور دُوسرا جو خادم ہے۔

بحث کا نکتہ

فلپیوں 7,6:2 کو استعمال کرتے ہوئے اِس خیال پر بحث کریں۔

c۔ یسوع نے نوکر کی تمثیل استعمال کی۔ وہ کھیت میں کام کرنے کے بعد گھر آیا اور اپنے مالک کی خدمت شروع کر دی۔ یہ اُن اصولوں کی واضح مثال ہے۔ (لوقا 10-7:17)

1) اِس تمثیل میں خادم کے کوئی حقوق نہیں۔ جب وہ کام کرتا ہے تو وہ حقوق یا شہرت حاصل نہیں کرتا، کیونکہ وہ صرف اُسی کام کو کر رہا ہے جس کی اُس سے توقع کی گئی۔ یسوع نے کہا، کہ ہمیں بھی ایسا ہی رویہ رکھنا چاہیے۔

بحث کا نکتہ

پچھلے خیال کو وسعت دینے کے لیے مندرجہ ذیل خاکہ کو استعمال کریں۔

خدمت کا دُنیاوی رویہ			خُدا کی بادشاہت میں خدمت کا رویہ		
دُوسروں کو تکلیف دینا	نہ خدمت نہ تکلیف	دُوسروں کی خدمت کرنا	نہ خدمت نہ تکلیف	دُوسروں کی خدمت کرنا	خُدا کا فضل
منفی حالت	غیر جانبدارانہ حالت	مثبت حالت	منفی حالت	غیر جانبدارانہ حالت	مثبت حالت
(سزا)	(نہ سزا نہ جزا)	(اجر)	(سزا)	(نہ سزا نہ جزا)	(اجر)

2) دُنیا کہتی ہے کہ خدمت نہ کرنا ایک غیر جانبدارانہ حالت ہے۔ خُدا کی بادشاہت میں خدمت کی کمی کے نتائج سزا ہوتے ہیں (غفلت کا گناہ)۔ مزید برآں، خُدا کی بادشاہت میں صرف خدمت کرنا ہی غیر جانبدارانہ ہے۔ اِسے عنایت تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس کا کوئی اجر نہیں ہوتا، اجر خُدا کے فضل کا نتیجہ ہوتا ہے۔

بحث کا نکتہ

مندرجہ ذیل خاکہ کو استعمال کرتے ہوئے سابقہ خیالات کو وسعت دیں کہ خدمت کے چناؤ اور خادم بننے میں فرق ہے۔

خدمت گزار	خادم
کس کی خدمت کرنی ہے ________ مشروط	کون ________ (خدا کے احکامات کے مطابق کوئی بھی)
کیا خدمت کرنی ہے ________ مشروط	کیا ________ (خدا کے احکامات کے مطابق کچھ بھی)
کہاں خدمت کرنی ہے ________ مشروط	کہاں ________ (خدا کے احکامات کے مطابق کہیں بھی)
کیوں خدمت کرنی ہے ________ مشروط	کیوں ________ (خدا کے احکامات کے مطابق بغیر وجہ کے)
کب خدمت کرنی ہے ________ مشروط	کب ________ (خدا کے احکامات کے مطابق کبھی بھی)
کیسے خدمت کرنی ہے ________ مشروط	کیسے ________ (خدا کے احکامات کے مطابق کسی بھی طریقے سے)
اگر اِن حالات کی خلاف ورزی ہوتی ہے تو خدمت اختتام پذیر ہو جائے گی۔	اِس خدمت میں کوئی بھی حالت ایسی نہیں ہوتی جو اِس خدمت کو اختتام پذیر کرے۔
ایک خدمت گزار خدمت کا کام مخصوص اوقات میں کرتا ہے۔ وہ اِسے بطور ایک کام کرتا ہے۔ کوئی بھی کام کیا جائے اُس کا اختتام ہو جاتا ہے۔	ایک خادم اِس لیے خدمت کا کام کرتا ہے کیونکہ وہ خادم ہے۔ یہ ہی اُس کا کام ہوتا ہے۔ اور ایک خادم کی خدمت کبھی بھی اختتام پذیر نہیں ہوتی۔

کلاس نمبر:2

III. عاجزی (موسیٰ کی زندگی کا مطالعہ)

A. عاجزی کا تعارف

1۔ یسوع کا پہلا عوامی وعظ (اُسے پہاڑی وعظ کہا جاتا ہے) خُدا کی بادشاہی میں لوگوں کے کردار کی بہت سی خوبیوں پر زور دیتا ہے۔ یہ کوئی اتفاقی امر نہیں کہ کردار کی پہلی خوبی کا تعلق عاجزی سے ہے (متی 3:5)

a۔ مختلف پہلوؤں سے، یسوع کے پہلے وعظ میں بیان کی گئی چیزوں کو کرنے سے کرداری خوبیوں کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔

b۔ عاجزی مسیحی کردار کی ایک خصوصیت ہے جو دُوسروں کے لیے، بہت سے دروازے کھولتی ہے۔ یہ ایک راست کردار کو پروان چڑھانے کی لازمی شرط ہے۔

2۔ عاجزی کے مطالعہ کے لیے ہم موسیٰ کے کردار اور اُس کی زندگی پر غور کریں گے۔ بائبل مقدس بیان کرتی ہے کہ وہ زمین پر سب سے زیادہ حلیم انسان تھا۔ (گنتی 3:12) پس، اُس کی زندگی کا مطالعہ ہمیں ایک اچھا خاکہ مہیا کرے گا جو ''عاجزی'' کو سمجھنے میں ہماری مدد کرے گا۔

3۔ اِس خاکہ میں تین بڑے نکات شامل ہیں۔

a۔ عاجزی کی ماہیت

b۔ عاجزی کا طریقہ

c۔ عاجزی کے نشانات

B. عاجزی کی ماہیت

1۔ آئیں سب سے پہلے غور کریں کہ عاجزی کیا نہیں ہے (جھوٹی عاجزی)۔

a۔ شاید پہلی نظر میں کوئی سوچ سکتا ہے کہ (گنتی 3:12) موسیٰ کی اچانک اہمیت اور مشہوری کی مبالغہ آمیز وضاحت ہے۔

1) کچھ مصنفین موسیٰ کی عاجزی کو بطور ایسی چیز بیان کرتے ہیں جس سے اُس نے دُوسروں کو قائل کرنے کی کوشش کی تاکہ وہ اپنے آپ کو غرور سے بچا سکے۔

2) وہ اُس عاجزی کو بطور انسانی ردِ عمل بیان کرتے ہیں نہ کہ خُدا کو جواب دہی۔

b۔ وہ وضاحت، جھوٹی عاجزی کی وضاحت ہے جس میں کچھ بھی عاجزی سے نہ کیا گیا جو ہم موسیٰ کی زندگی میں دیکھتے ہیں۔

1) کلسیوں 2:18-23 کا مطالعہ کریں۔

2) جھوٹی عاجزی کے مقابلے میں سچی عاجزی ''باہم پیوستہ ہو کر خُدا کی طرف بڑھتی ہے۔'' (آیت 19) اِس کا نتیجہ ''جسمانی خواہشات کے روکنے میں اِن سے کچھ فائدہ نہیں''۔ (آیت 23)

2۔ آئیں عاجزی پر غور کرتے ہیں۔

a۔ عاجزی تین کلیدی اصولوں پر مشتمل ہے۔

1) عاجزی بزرگی یا برتری کے بعد نہیں آتی بلکہ یہ خُدا کے بعد آتی ہے۔

a) دُوسرے لفظوں میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ عاجزی راہنمائی کرنے کے لیے جدوجہد نہیں کرتی، یہ خُدا کی راہنمائی کے لیے جدوجہد کرتی ہے۔

b) موسیٰ کی پوری زندگی اُن باتوں سے پُر ہے جو خُدا نے اُسے کرنے کے لیے کہیں۔ اُس کی زندگی، ایک ایسی زندگی تھی جو خُدا کی راہنمائی میں چلتی تھی۔

(1) یہاں تک ہم دیکھتے ہیں کہ موسیٰ کی موت بھی اُس کی راہنمائی میں ہوئی۔

(2) استثنا (34) باب کا مطالعہ کریں اور دیکھیں کہ کیسے موسیٰ نے اُن ہدایات کی پیروی کی۔

2) عاجزی ایک شخص کو بڑائی، برتری اور اُس کی ذات سے دور لے جاتی ہے۔

a) جب ہم اپنی کامیابیوں اور فتوحات پر بات کرتے ہیں۔ ہم اکثر اپنے آپ پر توجہ مرکوز کرتے ہیں۔ لیکن عاجزی ہمیں بتاتی ہے کہ ہم اپنی توجہ خُدا پر کریں۔

b) دُوسرے بہت سے حلیم مردِ خُدا کی طرح، موسیٰ نے اپنی برتری کے درمیان خُدا کی طرف توجہ مرکوز کی۔

(1) یوسف (پیدائش 16:41) اور دانی ایل کے (دانی ایل 2:21-30) الفاظ پر غور کریں۔

(2) موسیٰ کامیابی کا سہرا اپنے اُوپر لینے کی آزمائش پر غالب آیا۔ غور کریں (خروج 8:18) موسیٰ خُداوند پر توجہ مرکوز کرتا ہے جب وہ یترو کو خروج کے بارے میں بتاتا ہے۔

c) یہ تصور اِس اصول کو بھی اپنے اندر شامل کرتا ہے کہ عاجزی خودغرضی سے کامیابی کا سہرا اپنے سر نہیں لیتی۔

(1) مثال کے طور پر، موسیٰ کی کامیابی کے درمیان اُسے ایک عظیم قوم بننے کی پیشکش ہوئی۔ لیکن اسے اپنی قوم سے زیادہ خُدا کی شہرت کی فکر تھی۔ کیونکہ بہت سی قوموں نے اُس کی شہرت سنی تھی۔ (گنتی 12:14-17)

(2) غور کریں کیسے دانی ایل نے اپنی مقبولیت کا انعام یا صلہ لینے کی کوشش نہ کی۔ (دانی ایل 17:5)

d) عاجزی کی فطرت لوگوں کی راہنمائی کرتی ہے کہ وہ اپنے آپ سے ہٹ کر خُدا کی مقبولیت، عزت، شہرت، اور جلال پر غور کریں۔

3) حقیقی عاجزی کے نتائج یہ ہوتے ہیں کہ انسان اپنی اہمیت سے بے خبر ہو جاتا ہے۔

a) جیسے یوحنا اصطباغی (یوحنا 21:1) پولس (1- تیمتھیس 15:1) اور موسیٰ وہ سب اپنے مرتبے سے بے خبر تھے۔ غور کریں کیسے موسیٰ خُدا کی حضوری کے بعد اپنے چہرے کی چمک سے بے خبر تھا۔ (خروج 29:34)

b) ہمیں ضرور اِس بات پر زور دینا چاہیے کہ عاجزی توقیر یا اعتماد کی کمی نہیں ہے۔ بلکہ عاجزی بلند خودعزتی اور خوداعتمادی کی بجائے بلند خُدائی توقیر اور خُدائی اعتماد کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔

(1) اِس قسم کا اعتماد خُدا پر بھروسہ کرنے سے ملتا ہے۔ اور عزت و توقیر اُس کی فرمانبرداری اور اِس بات کو سمجھنے سے آتی ہے کہ وہ کون ہے۔

(2) یاد رکھیں کہ کم قدری اور جھوٹی عاجزی اصل میں غرور کی توضیح ہے۔ اکثر یہ عاجزی کی طرح نظر آتی ہے۔ لیکن اصل میں یہ غرور سے بھرپور ہوتی ہے جس میں اپنی ذات پر توجہ دی جاتی ہے۔ کم قدری یہ کہتی ہے، ''میں یہ نہیں کر سکتی'' اکثر یہ غرور کا نتیجہ ہوتا ہے جس میں خُدا کی بجائے اپنے آپ پر توجہ دی جاتی ہے۔

(a) ایسا لگتا ہے کہ دُنیا کا حلیم ترین شخص بھی اس قسم کی جھوٹی عاجزی سے مغلوب ہو جاتا ہے۔ موسیٰ کی کم توقیری اُس کے غرور کو ظاہر کرتی ہے کہ اُس نے خُدا کی قابلیت کی بجائے اپنی قابلیت پر غور کیا۔

(b) خروج 10:4-14 کا مطالعہ کریں اور اِس بات پر غور کریں کہ کیسے ''خُدا کا قہر موسیٰ پر بھڑکا''۔

b۔ عاجزی کی ماہیت میں ایمان اور دُعا بھی شامل ہوتی ہیں۔

1) ایمان

a) موسیٰ مردِ ایمان تھا کیونکہ اُس نے اپنی بیکسی کو سمجھا کہ وہ خُدا کے بغیر کچھ بھی نہیں۔

b) ایمان کا آغاز (یوحنا 5:15) میں بیان کی گئی سچائی کو قبول کرنے سے ہوتا ہے۔ اور عاجزی ہی وہ چیز ہے جو آپ کو اس قابل بنائے گی کہ آپ اِس سچائی کو سمجھنے کے قابل ہوں۔

c) اِس طرح ایمان اور عاجزی فطری طور پر ایک دُوسرے سے منسلک ہیں۔

(1) عاجزی کی ضد (غرور) ایمان کی تردید ہے۔ جیسے ہی ہم غرور کو ختم کرتے ہیں تو یہ خُدا پر ایمان میں بدل جاتا ہے اور ہم حلیمی کے ساتھ خُدا میں چلنا شروع کر دیتے ہیں۔ (میکاہ 8:6)

(2) عظیم مردِ ایمان بننے سے پہلے ضروری ہے کہ آپ عظیم مردِ حلیم الطبع بنیں۔ موسیٰ عظیم مردِ ایمان تھا کیونکہ وہ عظیم مردِ حلیم الطبع تھا۔

2) دُعا

a) دُعا آپ کو خُدا کے سامنے حلیم بنائے گی۔ اِس میں انسان خُدا سے کہتا ہے، ''میں یہ نہیں کر سکتا مگر تم کر سکتے ہو'' دُعا آپ کی راہنمائی کرتی ہے کہ آپ اپنی ذات سے دستبردار ہو کر صرف خُدا پر ایمان رکھیں۔

b) پس، اِس میں حیران ہونے کی ضرورت نہیں کہ دُنیا کے حلیم ترین انسان عظیم دُعائیہ سورمے بھی تھے۔ موسیٰ نے خُدا کے ساتھ، اعتماد، خالی پن، اور عاجزی سے بات کی۔

C۔ موسیٰ کی زندگی میں عاجزی کا عمل

1۔ مخصوص واقعات اور حالات

a۔ جلاوطنی کے چالیس سال

1) بطور عاجز انسان موسیٰ کی ابتدائی ترقی کا عمل اُن حالات میں ہوا جو اُس کے غرور کو ظاہر کرتے ہیں۔

a) خروج 2:11-14 میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص خُدا سے بھی آگے جا کر تمام معاملات کو اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کرتا ہے۔ موسیٰ کی عدم عاجزی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بنی اسرائیل کو آزاد کرانے کی کوشش میں عبرانی غلاموں پر مامور مصری کو جان سے مار دیتا ہے۔ اِس طرح کرنے سے اُس نے خُدا کے وقت اور اُس کی حاکمیت کو نظر انداز کیا۔

b) خُدا نے غرور کے اِس اظہار کو مزید طور پر استعمال کیا اور موسیٰ کو ایسے حالات میں بھیج دیا جو اُسے عاجزی کے بارے میں سکھائیں۔

2) اگلے چالیس سالوں میں موسیٰ جو مصر میں ایک بہت بڑا آدمی تھا وہ بیابان میں یترو کی بھیڑ بکریوں کا عاجز چرواہا بن گیا۔ بلاشبہ خُدا نے موسیٰ کی زندگی میں چالیس سالہ عرصہ اُسے عاجزی سکھانے کے لیے استعمال کیا۔

b۔ موسیٰ کی بلاہٹ

1) خروج 3 اور 4 ابواب میں موسیٰ کی بلاہٹ کے موقع پر ہم چالیس سالہ عاجزی کی تربیت کا پھل دیکھتے ہیں۔ اپنی ہی نظروں میں موسیٰ فرعون کے محل میں لے پالک مخصوص بچہ نہیں تھا، جو اسرائیل کو اُن کے دشمنوں سے چھڑانے کے قابل ہو۔ جب خُدا نے اُسے اسرائیل کو چھڑانے کا حکم دیا تو اُس نے پوچھا، ''میں کون ہوں؟''

a) موسیٰ نے اپنی کمی کو بھی سمجھا۔

b) اُن لوگوں پر غور کریں جنہوں نے عظیم بلاہٹ کو حاصل کیا (یرمیاہ 1:6؛ 1- سموئیل 9:21؛ قضاۃ 15:6) موسیٰ نے اُس رخنہ کو سمجھا اور محسوس کیا جو اُس کو سونپے گئے مقصد میں حائل تھا۔

2) ہمیں اپنے آپ کو یاد دلانے کی ضرورت ہے کہ اپنی زندگی کے اِس نقطہ پر موسیٰ کی عاجزی کو پختہ ہونے کی ضرورت تھی۔ (عدم توقیری کے بارے میں مندرجہ بالا آراء پر غور کریں)

a) عاجزی کے لیے یہ کہنا کافی نہیں ''میں یہ نہیں کر سکتا'' عاجزی کو ضرور اِس خیال کو اِن الفاظ سے مکمل کرنا چاہیے ''خُدا یہ کر سکتا ہے''

b) موسیٰ ابھی اتنا حلیم نہیں ہوا تھا کہ وہ اپنے کمزوری اور کمی سے پرے دیکھے اور خُدا کی قوت اور موزونیت پر دھیان دے۔ پس خُدا کا قہر اُس پر بھڑکا۔ (خروج 4:14)

نوٹ: موسیٰ کی عاجزی پختہ ہو گئی۔ اُس نے خُدا کی موزونیت پر دھیان دینا سیکھ لیا۔ اب بجائے قہر کے خُدا نے مہربانی سے اُس کی طرف دیکھا۔ (خروج 33:12-17)

c۔ موسیٰ کے لیے رفیدیم میں عاجزی کا سبق

1) موسیٰ کی عاجزی کو فوری پختہ کرنے کی ضرورت تھی۔ مصر میں عظیم معجزات کے بعد اور بحرِ قلزم کو پار کرنے کی وجہ سے موسیٰ غرور اور خود اعتمادی کا شکار تھا۔

2) دلچسپ امر یہ ہے کہ خُدا موسیٰ کو رفیدیم میں اِن حالات میں لایا (خروج 1:17) جنہوں نے یقیناً موسیٰ کو مجبور کیا کہ وہ اپنی ناتوانی کو یاد رکھے۔

a) یقیناً لوگ اُسے سنگسار کرنے کو تھے (خروج 4:17) موسیٰ کو یاد دلایا گیا کہ اُسے خُدا پر مکمل بھروسا کرنا چاہیے۔ جیسے ہی اُس نے دیکھا کہ اُسے خُدا کی بہت زیادہ ضرورت ہے وہ عاجزی میں پروان چڑھا۔

b) ایف۔ بی۔ میئر (F.B Meyer) لکھتا ہے، ''جب ہم اپنی ذات کے اختتام پر پہنچتے ہیں تو ہم خُدا کے آغاز پر پہنچ چکے ہوتے ہیں۔''

2۔ عاجز بننے کا عام طریقہ

a۔ پوری بنی اسرائیل عاجز بننے کے عام عمل سے گزری۔ اور موسیٰ اِس سے مستثنیٰ نہ تھا۔

1) خُدا نے اسرائیلیوں کو عاجز بنایا (استثنا 3:8) اور اُن کی آزمائش کی (استثنا 16:8)

2) عام طور پر بیابان میں آوارگی کا پورا عمل اور مکمل بے یار و مددگاری نے یقیناً اسرائیلیوں کے اندر عاجزی کو پیدا کیا۔

a) جن لوگوں نے بیابانی آوارگی کا تجربہ کیا وہ تکلیف سے بہت شناسا تھے۔

b) بہت سارے علما بیان کرتے ہیں کہ گنتی 3:12 میں جس عبرانی لفظ کا ترجمہ حلیم کیا گیا ہے وہ براہ راست تکلیف سے منسوب ہے۔ اِسی سے یہ تصور پروان چڑھتا ہے تکلیف عاجزی کو پیدا کرتی ہے۔

b۔ جیسے ہی ہم موسیٰ کی زندگی کے آخری چالیس سالوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم دیکھ سکتے ہیں کہ وہ اپنے آپ اور اپنی خواہشوں سے بے غرض ہوتا گیا۔ وہ زیادہ سے زیادہ خُدا کی خواہشات اور اُس کے لوگوں کی خدمت کرنے میں دلچسپی لینے لگا۔ وہ عمل جس کی وجہ سے موسیٰ کی دلچسپی اپنی ذات اور اپنی خواہشات سے کم ہوئی اُسی عمل کی وجہ سے موسیٰ عاجزی میں پروان چڑھتا گیا۔

D۔ عاجزی کے نشانات

1۔ تعارف

a۔ اِس حصہ میں ہم کچھ اعمال اور رویوں پر غور کریں گے جو عاجزی کی علامت ہیں۔

b۔ یہ حصہ عاجزی کے تین بنیادی پہلوؤں کو ظاہر کرتا ہے۔

1) موسیٰ نے اپنی ذات سے پرے دیکھا۔

2) موسیٰ نے دُوسروں کی طرف دیکھا۔

3) موسیٰ نے دُوسروں کی عزت کی۔

2۔ موسیٰ اپنی ذات سے ہٹ کر سوچتا ہے۔

a۔ عاجزی کا فقدان اپنی ذات کے بارے میں شیخی بگھارنے کا سبب بنتا ہے۔

1) لوگ اپنی ذات اور اپنے کاموں کے بارے میں شیخی بگھارتے ہیں۔

2) لوگ جو کچھ نہیں ہیں اور جو کچھ اُنہوں نے نہیں کیا اُس کے بارے میں بھی شیخی بگھارتے ہیں ۔

3) موسیٰ اِس آزمائش میں نہیں گرتا ہے۔ اُس کی عاجزی اُسے اپنی ذات کے بارے میں تعریف و توصیف قبول کرنے سے منع کرتی ہے جب یہ یقیناً خُدا سے متعلق ہے۔

a) مثال کے طور پر بحیرہ قلزم کو پار کرنے کے بعد موسیٰ فتح کا خوبصورت گیت گاتا ہے۔ ہم ایک سوال پوچھ سکتے ہیں۔ اِس گیت میں موسیٰ کا نام کہاں ہے؟ اِس کا جواب یہ ہے کہ اُس کا نام اِس گیت میں نہیں ہے۔ (خروج 15)

(1) موسیٰ کے گیت میں خُدا کا ذکر چھیالیس (46) مرتبہ ہوا ہے۔ مگر موسیٰ کا ذکر اس میں ایک دفعہ بھی نہیں۔

(2) موسیٰ اپنے بارے میں ایک معقول (عاجز) رویہ رکھتا تھا۔ وہ اس بات کو سیکھ چکا تھا کہ انسان خُدا کے ہاتھوں میں ایک آلہ کار ہے۔ یہ آلہ کار صرف خُدا کی مرضی اور اُس کی اعانت سے ہی کام کر سکتا ہے۔ یہ اصول (1- کرنتھیوں 7:4) میں ظاہر ہوتا ہے۔

b۔ عاجزی کے فقدان کے نتائج اپنی تعریف و توصیف قبول کرنا ہوتا ہے۔

1) خروج 35,34:34 میں ہم دیکھتے ہیں کہ موسیٰ خُدا کی حضوری کے بعد اپنے چمکتے چہرے کو دُوسروں کو دکھا سکتا تھا۔ لیکن بجائے اِس کے جب اُس نے دُوسروں سے بات چیت کی اُس نے اپنے چہرے کو ڈھانپ لیا۔

a) عاجزی نے اُسے تحریک دی کہ وہ اپنی تعریف و توصیف قبول نہ کرے۔

b) عاجزی نے اُسے تحریک دی کہ وہ دُوسروں کے بارے میں حساس ہو۔

2) دوبارہ، ہم دیکھتے ہیں کہ موسیٰ اپنی ذات سے ہٹ کر دیکھتا ہے۔

c۔ عاجزی کا فقدان کوشش کرتا ہے کہ ہر ایک موقع سے اپنی ذات کو فائدہ پہنچایا جائے۔

1) موسیٰ کو اختیار، شہرت اور مقبولیت حاصل کرنے کے بہت سے مواقع میسر آئے۔ شاید وہ پورے ملک مصر پر قبضہ حاصل کرنے کے لیے کوشش کر سکتا تھا۔ (خروج 3:11)

2) حقیقی عاجزی کے سوا کوئی بھی چھوٹی چیز اُسے اِس بات کی طرف مائل کر سکتی تھی کہ وہ حالات سے فائدہ اُٹھائے۔ تاہم موسیٰ نے خُدا کی راہنمائی کی پیروی کی اور آزمائش میں نہ گرا۔

d۔ عاجزی کے فقدان کے نتائج دُوسروں سے بیزار ہو جانا ہے۔

1) موسیٰ مسلسل بے جا الزامات کے درمیان رہا۔ اُس نے اِن الزامات کو نظر انداز نہ کیا، لیکن اُس کی عاجزی نے اُسے بیزار ہونے سے دور رکھا۔ اُس نے الزام لگانے والوں سے بدلہ نہ لیا۔

a) خروج 14:11-13؛ 16:2-8 اور گنتی 12:1-5 کا مطالعہ کریں۔

b) موسیٰ نے مسیح کی طرح اپنی ہر بات خُدا پر چھوڑ دی اُسے بُرا بھلا کہا گیا لیکن اُس نے بُرا بھلا کہنے والوں کو برکت دی۔ (1- کرنتھیوں 12:4)

2) جو لوگ عاجز ہیں وہ دُوسروں کی عدالت نہیں کرتے۔ وہ ایمان رکھتے ہیں کہ خُدا ہی دُرست طور پر عدالت کرنے کے قابل ہے۔

a) تاہم عاجزی ''آرام'' اور امن کے تصور سے گہرا تعلق رکھتی ہے۔ عاجزی انسان کو اِس قابل بناتی ہے کہ وہ ہر چیز خُدا کے سپرد کر دے (بشمول غم)۔

b) شاید اِس خیال کی مدد سے ہم عاجزی اور ''اپنی ساری فکر خُدا پر ڈال دینے'' کے درمیان تعلق کو بہتر طور پر سمجھ سکیں۔ (1- پطرس 5:5-7)

3۔ موسیٰ نے اپنی ذات کی بجائے دُوسروں پر نگاہ کی۔

a۔ عاجزی کا فقدان اپنی ذات کے لیے تعریف و توصیف کو قبول کرنے کا انتخاب کرتا ہے اور دُوسروں کے بارے میں بالکل غور و خوض نہیں کرتا۔

1) خروج 32:10-12 موسیٰ اسرائیلی لوگوں کی وجہ سے خُدا سے بحث کرتا ہے۔ جبکہ وہ اپنی ذات کے لیے تعریف توصیف حاصل کر سکتا تھا۔ موسیٰ کی عاجزی نے اِس بات کی تردید کی اور اُس نے اپنی ذات کی بجائے دُوسروں کے بارے میں سوچا۔

2) گنتی 14:12-19 میں بیان کی گئی بالکل اِسی صورت حال پر غور کریں۔

b۔ عاجزی کا فقدان خواہش کرتا ہے کہ وہ تمام برکات خود حاصل کرے۔ یہ برکتوں کو دُوسروں سے نہیں بانٹتا۔

1) گنتی 11:29 اور گنتی 12:1,2 کا مطالعہ کریں۔

a) عاجزی برکات کو دُوسروں سے شیئر کرنے کے لیے ایک راست خواہش پیدا کرتی ہے۔ عاجزی انسان کے اندر اس طرح کا رویہ پیدا کر دیتی ہے کہ وہ دُوسروں کو کامیاب ہوتا دیکھنا چاہتا ہے۔

بحث کا نکتہ

فلپیوں 4,3:2 کے سیاق وسباق میں پچھلے نکتہ پر غور کریں۔

b) غرور ایک پوشیدہ خواہش کو جنم دیتا ہے جو دُوسروں کا ناکام دیکھنا چاہتی ہے۔ اور یہ خواہش دُوسروں کی قابلیتوں اور استعدادوں کی عزت کرنے کی بجائے حسد اور عداوت کی طرف لے جاتی ہے۔

بحث کا نکتہ

بحث کریں کہ کیسے پچھلا نکتہ رومیوں 6-3:12 سے تعلق رکھتا ہے۔

c۔ عاجزی کا فقدان خدمت کو کچھ نہیں دے سکتا اور نہ ہی اُسے بڑھا سکتا ہے۔

1) موسیٰ کی عاجزی نے اُسے اجازت دی کہ وہ بغیر واپسی کا تقاضا کئے خدمت کو دے۔ اُس نے خوشی سے اپنی خدمت سرانجام دی۔ اِس بات پر غور کریں کہ جب موسیٰ نے یشوع کو اختیار دیا تو کسی قسم کی کشتم کشتا نہیں ہوئی۔ استثنا 7:31؛ گنتی 23-16:27

2) خدمت کو بڑھانے کے لیے آپ کو ضرور دینے کے لیے آمادہ ہونا چاہیے۔ موسیٰ ایسا کرنے کے لیے تیار تھا۔ آج کے دور میں چرچ میں ہمیں عاجزی کے اِس پہلو کی بہت سخت ضرورت ہے۔

4۔ موسیٰ نے دُوسروں کو عزت دی۔

a۔ عاجزی کے فقدان کے نتائج دُوسروں کی عزت نہ کرنا ہوتے ہیں۔

1) موسیٰ کی عاجزی نے اُسے اِس قابل بنایا کہ وہ دُوسروں کی عزت کرے۔

2) غور کریں موسیٰ اپنے خسر (یترو) سے تعامل کرتا ہے۔

a) خروج 18:4 میں ہم دیکھتے ہیں کہ موسیٰ اپنے لیے خُدا سے الٰہی راہنمائی حاصل کرتا ہے۔ تاہم وہ اپنے آپ کو مخصوص عزت نہیں دیتا کہ وہ اپنے بڑوں کی عزت نہ کرے۔ موسیٰ اور یترو آپس میں راضی نامہ کرتے ہیں۔ موسیٰ بہت زیادہ عاجزی کا مظاہرہ کرتا ہے اور وہ اُس وقت دُوسروں کو عزت دیتا ہے جب وہ آسانی کے ساتھ اِس بات کو نظر انداز کر سکتا تھا۔

b) خروج 27-17:18 میں ہم دیکھتے ہیں کہ موسیٰ معجزانہ خروج کا راہنما تھا۔ وہ اُس پورے علاقہ میں مشہور ہو گیا۔ لیکن ابھی تک یترو سے مشورہ حاصل کرتا ہے۔ اور اُسے اِس میں کسی قسم کی عار نہیں۔

c) عاجزی نے موسیٰ کو اِس قابل بنایا کہ وہ یترو کی عزت کرے۔ اِس عزت نے اُسے اُس کی مشاورت سے مستفید ہونے کے قابل بنایا۔

b۔ عاجزی کا فقدان اکثر زندگی میں شکایت کو جنم دیتا ہے۔

1) موسیٰ نے ہرگز شکایت نہ کی اگرچہ اُس کی زندگی میں بہت سے مواقع آئے جب وہ شکایت کر سکتا تھا۔ لیکن اُس کی عاجزی نے اُسے اجازت نہ دی کہ وہ شکایت کرے۔

a) عاجزی میں یہ حقیقت بھی شامل ہے کہ آپ کے پاس کس چیز کو رکھنے کا حق نہیں۔ یہ اِس بات کا بھی فہم ہے کہ آپ کسی چیز کے قابل نہیں ہیں۔ خُدا جیسے چاہتا ہے وہ دیتا اور لے لیتا ہے، کیونکہ وہ خُدا ہے۔ جیسا وہ چاہتا ہے اُسے سب کچھ کرنے کا حق ہے۔ ایک عاجز انسان اِسے قبول کرتا ہے۔ اور اِس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے وہ شکایت نہیں کرتا۔

b) عاجزی کا میلان ایک شخص کے اپنے ''حقوق'' کے خیالات کو کم کرتا ہے۔ غرور کا میلان کسی شخص کی توقعات کو بڑھاتا ہے کہ وہ کس قابل ہے۔ اور بالآخر یہ شکایت کی طرف لے جاتا ہے۔

2) جب موسیٰ وعدہ کی سرزمین میں داخل نہ ہوسکا تو اُس نے بالکل بھی شکایت نہ کی۔

a) اگر کوئی آدمی جو خُدا کے سامنے اپنے ''حق'' کا تقاضا کرسکتا تھا تو وہ موسیٰ تھا۔ اُس نے اپنی پوری زندگی بنی اسرائیل کو وعدہ کی سرزمین میں لانے کے لیے صرف کردی۔ تاہم خُدا نے فیصلہ کیا کہ موسیٰ وعدے کی سرزمین میں داخل نہیں ہوگا۔

b) موسیٰ نے شکایت نہ کی۔ اُس کی عاجزی نے اُسے اِس قابل بنایا کہ وہ خُدا سے سوال کئے بغیر اُس کی عدالت کو قبول کرے۔ اُس نے بغاوت نہ کی۔ اُس نے اپنے حقوق کے لیے مطالبہ کرنے کی کوشش نہ کی۔ اُس نے خُدا کے انصاف پر سوال نہ کیا۔ بجائے اِس کے اُس نے خُدا کی تعریف کی۔ (استثنا 32:48-52؛ استثنا 33)

E۔ ماحصل

1۔ عاجزی مسیحی کردار کا سب سے لازمی حصہ ہے۔ موسیٰ کی زندگی ہمیں ایک عمدہ مثال مہیا کرتی ہے کہ کیسے خُدا اپنے لوگوں کے کرداروں میں اِسے پروان چڑھا سکتا ہے۔

2۔ ہر ایک مسیحی کو یہ رائے دی جاسکتی ہے کہ وہ اپنی روزانہ کی دُعائیہ زندگی میں موسیٰ کی عاجزی کے لیے دُعا کرے۔

a۔ اُس دُعا میں اِس التجا کو بھی شامل ہونا چاہیے کہ خُدا ہمیں ہمارے خیالات، الفاظ، رویوں اور اعمال کے غرور کے بارے میں قائل کرے۔

b۔ اگر ہم اِس کی خواہش اور اِس کے لیے دُعا کریں گے تو پھر رُوح القدس ہماری زندگیوں میں کام کرنا شروع کردے گا۔ وہ ہمیں ہمارے غرور کے بارے میں قائل کرے گا اور اُس کی قدرت اُس غرور کو عاجزی میں بدل دے گی۔

کلاس نمبر:3

IV. قیادت (نحمیاہ کی زندگی کا مطالعہ)

A. تعارف

1۔ استثنا 13:28 میں خُدا اپنے لوگوں سے بہت اہم وعدہ کرتا ہے۔ وہ اُن سے کہتا ہے کہ اگر وہ اُس کی پیروی کریں گے تو وہ اُن کو ''دُم نہیں بلکہ سر ٹھہرائے گا۔''

a۔ دُنیا میں مسیحیوں کی زندگیاں آدم کے گناہ آلودہ فطرت کی وجہ سے متاثر ہیں۔ تاہم اُن کو کہا گیا ہے کہ وہ زمین کے نمک ہوں گے۔ وہ ضرور نور ہوں گے۔ (متی 14,13:5) وہ ضرور اِس گناہ آلودہ دُنیا اور اس کے گرے ہوئے اسیروں کی آزادی کی طرف راہنمائی کریں گے۔

b۔ جب مسیحی راہنما نہیں بنتے تو پھر دُنیا ''اندھے راہ بتانے'' والے کے ہولناک نتائج سے دوچار ہوتی ہے۔ (متی 14:15)

2۔ اِس کورس میں مسیحی کردار کے مطابق یہ بہت ضروری ہے کہ ایک راہنما کے کردار کے مختلف پہلوؤں کا مطالعہ کیا جائے۔ اِس کا سب سے اچھا طریقہ نحمیاہ کے کردار کا مطالعہ ہے۔

a۔ نحمیاہ کی کتاب کا مطمعِ نظر ایک قوم کی تعمیر کے گرد گھومتا ہے۔

1) 587 ق۔م میں بابلی یہوداہ کو اسیری میں لے گئے۔ بابلیوں کے فارسی تسلط کے بعد شاہ فارس خورس نے سابقہ بابلی حکمت عملی کو تبدیل کیا اور 538 ق۔م میں یہودیوں کو واپس یروشلیم میں جانے کی اجازت دے دی۔ وہ یہودی جو سب سے پہلے یروشلیم میں واپس آئے اُنہوں نے ہیکل کو دوبارہ تعمیر کیا اور قربان گاہ بنائی۔ (عزرا 1-6) تاحال شہر تباہ و برباد تھا اور اُس کی دیوار نہیں تھی۔

2) 445 ق۔م میں نحمیاہ یروشلیم میں آیا اور اُس نے شہر کی دیواروں کو دوبارہ تعمیر کیا۔ باون (52) دنوں میں یہ وسیع منصوبہ مکمل ہوا (نحمیاہ 15:6) خُدا نے نحمیاہ کو استعمال کیا کہ وہ اِس عظیم منصوبے کو مکمل کرنے کے لیے اسرائیلی لوگوں کی راہنمائی کرے۔

b۔ خاص طور پر پہلے چھ ابواب میں ہم نحمیاہ کی یقینی قائدانہ صلاحیتوں کو دیکھ سکتے ہیں۔ اور خصوصاً اِن ابواب کے مطالعہ سے ہم ایک راہنما کے کردار کے نمونہ کو تشکیل دے سکتے ہیں۔

3۔ مندرجہ ذیل مطالعہ میں تین بڑے نکات اور اُن کا خلاصہ شامل ہے۔

a۔ راہنما کا کردار جیسے یہ خُدا سے تعلق رکھتا ہے۔

b۔ راہنما کا کردار جیسے یہ دُوسروں سے تعلق رکھتا ہے۔

c۔ راہنما کا کردار جیسے یہ اُس کی اپنی ذات سے تعلق رکھتا ہے۔

نوٹ: یہاں کچھ حوالہ جات کے علاوہ تمام بائبلی حوالہ جات نحمیاہ کی کتاب سے تعلق رکھتے ہیں۔

B. راہنما کا کردار جیسے یہ خُدا سے تعلق رکھتا ہے۔

1۔ راہنما فطری طور پر خُدا پر اعتماد رکھتا ہے۔

a۔ مسئلہ کی موجودگی میں نحمیاہ کا سب سے پہلا اور فوری ردِعمل خُدا کو تلاش کرنا تھا۔ (غور کریں کیسے نحمیاہ نے یہ کیا 5:1)

b۔ جب فیصلہ لینا بہت ضروری ہوتا تو نحمیاہ فوراً خُدا کے بارے میں سوچتا۔ (غور کریں نحمیاہ نے یہ کیسے کیا 4:2)

2۔ راہنما مردِ دُعا ہوتا ہے۔

a۔ جیسا ہم نے موسیٰ کی زندگی سے سیکھا، راہنما کے کردار میں خُدا کی مرضی کو پورا کرنے کی خواہش ہوتی ہے۔ ایک شخص جو خُدا کی راہنمائی میں چلتا ہے اکثر اُسے ضرور خُدا کا انتظار کرنا چاہیے۔

1) اِس سے پہلے کہ نحمیاہ کچھ کرے اُس نے چار مہینے دُعا اور انتظار کیا (کسلیو کے مہینے سے (1:1) نیسان کے مہینے تک (2:1) یہ دسمبر کے مہینے سے اپریل کے مہینے کے مشابہ ہے)

2) ایک راہنما کا کردار اُسے ضرور ثابت قدم بناتا ہے۔ اکثر اُسے انتظار کرنا پڑتا ہے کیونکہ خُدا ہمیشہ ہماری طرح فوراً عمل نہیں کرتا۔

b۔ ایک راہنما کو اپنے منصوبہ کو پورا کرنے کی کوشش کی بجائے ضرور خُدا کے منصوبہ کی تلاش کرنی چاہیے۔ اِس طرح اُس کی دُعائیں صرف اُس کی مرضی اور اُس کے ذہن پر محیط نہیں ہوں گی۔ اِس طرح کسی بھی مخصوص مقصد کے لیے دُعا کرنے سے پہلے وہ خُدا کی حکمت کو حاصل کرنے کے لیے دُعا کرے گا کہ کیا دُعا کرنی ہے اور اُس پر یقین کرے گا۔

1) ہم کہہ سکتے ہیں راہنما کی دُعائیں خُدا کی مرضی کو تلاش کرنے پر محیط ہوتی ہیں۔ اور اِس سے پہلے کہ وہ دُعا کرے وہ ایمان رکھتا ہے (اور پھر وہ اپنے ایمان پر کھڑا رہتا ہے)

2) نحمیاہ نے چار مہینے خُدا کی مرضی کو تلاش کرنے کے لیے دُعا میں گزارے۔ اِس سے پہلے کہ اُس نے دُعا کی اُس نے ایمان رکھا۔ (11:1)

c۔ دُعا میں ایک راہنما خُدا کو لوگوں کے پاس لے کر نہیں آتا بلکہ وہ لوگوں کو خُدا کی طرف لے کر آتا ہے۔ وہ خُدا سے نہیں کہتا کہ کیا کرنا ہے۔ وہ دُوسروں کو خُدا کے سامنے پیش کرتا، اُن کے لیے شفاعت کرتا اور خُدا سے کہتا ہے کہ وہ اُن کی مدد اور راہنمائی کرے۔ وہ اپنے لوگوں کے لیے خُدا کے پاس جاتا ہے۔

1) یہاں ہم ضرور اُن لوگوں کی شناخت کی اہمیت کا ذکر کریں گے جن کی آپ راہنمائی کر رہے ہیں۔ یہ بہت مشکل ہے کہ اُن لوگوں کے لیے خُدا کے پاس جایا جائے جن سے آپ کی واقفیت نہیں ہے۔

2) شناخت میں ''جماعتی ذمہ داری'' کا شعور شامل ہوتا ہے۔ ایک راہنما کو ضرور اپنے لوگوں کے گناہ اور غلطی سے واقف ہونا چاہیے۔ نیا عہد نامہ ہمیں بتاتا ہے کہ ہمیں مل کر دُکھ اُٹھانا (1- کرنتھیوں 26:12) ایک دُوسرے کا بار اُٹھانا (گلتیوں 2:6) اور اپنے بھائی کے گناہوں کے لیے غم کرنا چاہیے۔ (1- کرنتھیوں 2:5)

a) نحمیاہ 7,6:1 کا مطالعہ کریں اور دیکھیں کہ کیسے نحمیاہ بطور اپنے لوگوں کا وکیل خُدا سے سوال جواب کرتا ہے۔

b) دُوسرے عظیم راہنما جن میں ابرہام، موسیٰ، یرمیاہ اور دانی ایل شامل ہیں۔ اُنہوں نے بھی خُدا کے لیے اِسی قسم کی ردّ و قدح کی۔

(1) وہ سب خُدا کی عزت کے لیے فکر انگیز تھے۔ (راہنما کا خُدا کے ساتھ رشتہ)

(2) وہ سب دُوسرے کے لیے گہری اور خالص محبت رکھتے تھے۔ (راہنما کا دُوسروں کے ساتھ رشتہ)

(3) اُن کا مطمِع نظر اُن کی اپنی زندگیاں نہیں تھیں۔ وہ سب بے غرض تھے۔ (راہنما کا اپنے ساتھ رشتہ)

3۔ راہنما مردِ ایمان ہوتا ہے۔

a۔ نحمیاہ 5:1 میں ہم دیکھتے ہیں کہ وہ ایک مثبت صاحبِ فکر تھا۔ وہ ایک مردِ ایمان تھا۔ اُس کی اِس مثبت سوچ اور ایمان کی بنیاد کس چیز پر تھی؟ یہ تین چیزوں پر مشتمل تھی۔

1) اِس کی بنیاد اِس بات پر تھی کہ اُس کا خُدا اُس کی ضرورت کو پورا کرنے کے قابل ہے۔ ایمان کا آغاز اِس بات سے ہوتا ہے کہ خُدا کون ہے۔ نحمیاہ کی دُعا اِس بیان سے شروع ہوئی کہ خُدا کون ہے۔ اُس کا محورِ نظر خُدا کی قابلیت تھا۔ ''اے خُداوند آسمان کے خُدا خُدائی عظیم و مہیب۔''

2) اِس کی بنیاد اُس کے مستحکم ایمان پر تھی کہ اُس کا خُدا وفادار ہے اور اُس کی دُعا کا جواب دے گا۔ ایمان اِس یقین سے پروان چڑھتا ہے کہ خُدا آپ کے ساتھ ہے نہ کہ آپ کے خلاف۔ اُس کی دُعا اِس یاددہانی سے جاری رہی ہے کہ خُدا انصاف اور محبت کا خُدا ہے۔ ''وہ عہد و فضل کو قائم رکھتا ہے۔''

3) اِس کی بنیاد اُس کے ایمان پر تھی کہ وہ ٹھیک جگہ پر ہے۔ ایمان یہ سمجھ فراہم کرتا ہے کہ آپ کون ہیں۔ نحمیاہ کی دُعا کا اختتام اُن لوگوں کی تفصیل پر ہوتا ہے جن کی خُدا مدد کرنا چاہتا تھا۔ یہ وہ لوگ تھے جن کا خُدا کے ساتھ مضبوط رشتہ تھا اور وہ اُس کی پیروی کرتے تھے۔ ''جو تجھ سے محبت رکھتے اور تیرے حکموں کو مانتے ہیں۔''

b۔ ''مثبت سوچ'' کی یہ تعریف آج کی مروج اور جدید تعلیمات سے قدرے مختلف ہے۔ بائبلی تعریف خُدا کے اُن وعدوں اور باتوں پر دھیان دیتی ہے جو خُدا پہلے

سے کہہ چکا ہے۔ جدید تعلیم اکثر انسان کی خواہشات اور اُن باتوں پر دھیان دیتی ہے جو انسان کہتا ہے۔

c۔ یاد رکھیں، ایمان خُدا کا انتظار کر سکتا ہے۔ ایمان کے بارے میں جدید دور کی تعلیمات اکثر فوری طمانیت کے تصور پر زور دیتی ہیں۔ یہ تعلیم ضرورت کے لیے دُعا یا خُدا کے وعدہ کے بارے میں کہتی ہے کہ ہم اُس چیز کا نام لیں اور اُس کا تقاضا کریں۔

1) ایمان کے بارے میں بائبلی تعلیم اکثر ایمان کے عمل اور اُس انتظار (تکلیف) پر زور دیتی ہے جو اِس میں شامل ہے۔ (عبرانیوں 11 باب کا مطالعہ کریں) وہ خُدا کے وعدوں کے بارے میں یہ کہتی ہے کہ ہمیں ''ایمان لانا اور حاصل کرنا'' چاہیے۔

2) انتظار کرتے ہوئے، ایمان آج کی حقیقت کا انکار کئے بغیر آگے دیکھتا ہے (یہ ایمان کے بارے میں مشہور تصور ''مثبت اعتراف'' کے کچھ پہلوؤں کے خلاف جاتی ہے)

4۔ راہنما خُدا کو جانتا ہے۔

a۔ نحمیاہ وہ آدمی تھا جو خُدا اور اُس کے وعدوں کے بارے میں جانتا تھا۔ (9,8:1) میں ہم دیکھتے ہیں کہ جو سچا راہنما ہوتا ہے وہ خُدا کے بارے میں بہت بہتر طور پر جانتا ہے۔ خُدا کو جاننا اِس بات کا تعین کر سکتا ہے کہ وہ شخص کتنے اچھے طریقے سے دُوسرے لوگوں کی راہنمائی کرے گا۔

مصنف کی توضیح

فٹ بال کے میدان میں ایک موثر کوارٹر بیک (Quarter back) اِس بات کو جانتا ہے کہ اُس کا کوچ سائیڈ لائن کے بارے میں سوچ رہا ہے۔ عملاً یہ کوارٹر بیک ہی ہوتا ہے جس سے کسی بھی دُوسرے کھلاڑی سے زیادہ، کھلاڑی راہنمائی کے لیے رجوع کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ کوچ کے اشاروں کو جانتا اور سمجھتا ہے۔

اپنی توضیح یہاں لکھیں۔

b۔ اِسی طرح ایک راست راہنما خُدا کی آواز اور اُس کے راستوں کے بارے میں جانتا ہے۔

5۔ راہنما خُدا سے ڈرتا ہے۔

a۔ نحمیاہ نے اپنے دور کے راہنماؤں کی روایات کو رد کیا۔ (15:5)

1) اکثر اوقات روایت کی تردید کی تحریک اختیار سے بغاوت، تلخی یا اختیار کو حاصل کرنے کی خواہش پیدا کرتی ہے۔

2) تاہم نحمیاہ کی تحریک راست تھی۔ اُس نے اپنے دور کے راہنماؤں کی روایت کو رد کیا کیونکہ وہ خُدا سے ڈرتا تھا۔

a) وہ صرف خُدا کو خوش کرنا چاہتا تھا۔ اُسے اپنے آپ یا دُوسروں کو خوش کرنے سے کوئی سروکار نہیں تھا۔

b) پس اُس کا ''انتہائی'' عمل خُدا کی خواہش کی مناسبت سے عمومی عمل بنا۔ (رومیوں 2:12)

b۔ راست راہنما ضرور خُدا کے قریب ہوتا ہے۔

1) خُداوند کے لیے اُس کی محبت اور جوش ضرور دُوسروں کو تحریک اور تاثیر دیتا ہے کہ وہ خُدا کے قریب آئیں۔

2) جب نحمیاہ لوگوں کو تحریک دیتا ہے اور انہیں ایسا کام کرنے کے لیے مجبور کرتا ہے جو تقریباً ناممکن تھا تو ہمیں اُس کی قیادت میں یہ بات بدرجہ اتم نظر آتی ہے۔

C۔ راہنما کا کردار جیسے یہ دُوسروں سے تعلق رکھتا ہے۔

1. ایک موثر راہنما نظم و نسق اور تنظیم کے بارے میں سمجھتا ہے۔

a. ایک اچھے نظم و نسق کا بنیادی اصول یہ ہے کہ منصوبہ بنانے سے پہلے ضروریات کا تعین کیا جائے۔

1) نحمیاہ نے لوگوں سے کچھ اہم سوالات پوچھنے سے اِس اصول کی پیروی کی کہ اُن کی توجہ کہاں تھی۔

2) ایک موثر راہنما سب سے پہلے ضروریات کا جائزہ لیتا ہے اور پھر اُن ضروریات کے مطابق ایک حکمت عملی ترتیب دیتا ہے۔

مصنف کی توضیح

ایک کوچ اپنے کھلاڑیوں کی قوت اور کمزوریوں کا جائزہ لیے بغیر کوئی بھی حکمت عملی نہیں بنا سکتا۔ سب سے پہلے وہ اپنے کھلاڑیوں کی قابلیتوں کو جانچتا ہے اور پھر اُن کے لیے حکمت عملی بناتا ہے۔

اپنی توضیح یہاں لکھیں۔

b۔ تنظیم کا سب سے بنیادی اصول یہ ہے کہ لوگوں کو پہلے سے موجود معاشرتی ڈھانچے اور تنظیم میں منظم کیا جائے۔

1) نحمیاہ نے اِس اصول کی پیروی کرتے ہوئے اپنے کام کرنے والوں کو خاندانی اکائیوں (3,1:3) علاقوں (13,2:3) پیشوں (8:3) بلاہٹ (28,1:3) قبائل اور سرکاری درجوں (17-15,12,9:3) میں منظم کیا۔

2) یقیناً نحمیاہ ایک ماہر منتظم تھا۔ تعمیر کے اِس منصوبہ میں تقریباً انتالیس (39) مختلف گروہ شامل ہوئے۔

c۔ تنظیم کا سب سے نازک حصہ اختیار کی تفویض ہے۔ ایک راہنما جو پیش کار نہیں ہوتا حقیقت میں وہ راہنما بھی نہیں ہوتا۔ اور بالآخر وہ اُن لوگوں کو تباہ و برباد کر دیتا ہے جن کی وہ راہنمائی کر رہا ہوتا ہے۔ اور رمزاً وہ اپنی خود کی قیادت کو بھی تباہ کر دیتا ہے۔

1) موثر راہنما اختیار اور ذمہ داریاں دُوسروں کو تفویض کرتا ہے کیونکہ وہ دُوسروں پر اعتماد کرنے پر آمادہ ہوتا ہے۔ وہ اپنے درجات، قوت اور اختیار میں محفوظ ہوتے ہیں۔ متی 25:16 کے بائبل اصول کو یاد رکھیں۔ اگر آپ کسی چیز کو بچانے کی کوشش کریں گے تو آپ اُسے کھو دیں گے۔

2) راست قیادت کے کچھ اظہارات چناؤ، تربیت اور دُوسروں کی ترقی کے ثبوت ہیں۔ تیسرے باب میں بیان کی گئی معماروں کی تفصیل ظاہر کرتی ہے کہ نحمیاہ دُوسروں کو اختیار اور ذمہ داریاں سپرد کرنے میں آمادہ تھا۔

d۔ ایک موثر منتظم اختیار اور ذمہ داری کے درمیان عدم توازن سے پرہیز کرتا ہے۔

1) ایک کام کرنے والا جسے ذمہ داری سے زیادہ اختیار سونپ دیا جاتا ہے وہ مایوسی اور اکتاہٹ کا شکار ہو جائے گا۔

2) اِسی طرح ایک کام کرنے والا جسے اختیار سے زیادہ ذمہ داری سونپ دی جاتی ہے وہ غیر موثری اور دباؤ کا شکار ہو جائے گا۔

a) نحمیاہ نے اِس عدم توازن سے اجتناب کیا۔ ہر ایک شخص کو دیوار کا مخصوص حصہ دیا گیا جسے تعمیر کرنا اُس کی ذمہ داری تھی۔ اور اُس حصے میں کام کرنے کے لیے اُسے اختیار بھی دیا گیا۔(15:4)

b) اِس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کام کرنے والے بہت متحرک اور موثر ہو گئے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اصل میں اُن سے اس کام کا تقاضا کیا جا رہا ہے۔

2۔ ایک موثر راہنما دُوسروں کو تحریک دینے کے قابل ہوتا ہے۔

a۔ حوصلہ شکنی ایک راہنما کی سب سے بُری دشمن ہو سکتی ہے۔ اگر آپ مقصد کے حصول کے لیے تحریک نہیں دیتے تو یہ ایک ایسی کار چلانے کے مترادف ہے جس کے ٹائر بوسیدہ اور پرانے ہیں۔

1) نحمیاہ کے معاملے میں اُس کے کام کرنے والوں پر حوصلہ شکنی، قوت، رُویا، اعتماد (10:4) اور تحفظ (11:4) کی کمی کی وجہ سے آئی۔

2) نحمیاہ نے حوصلہ شکنی پر کیسے ردِعمل ظاہر کیا؟

a) اُس نے اپنے کام کرنے والے لوگوں کی کوششوں کو ایک عمومی مقصد کے لیے متحد کیا۔(13:4)

b) اُس نے اُن کی توجہ خُداوند کی طرف مبذول کرائی۔(14:4)

c) اُس نے خیالات اور اعمال کے درمیان توازن قائم کیا۔(16,15:4)

d) اُس نے ہر ایک کے لیے اِس بات کا تعین کیا اور اُسے واضح کیا جس پر اُس کو عمل کرنا ہے۔(20:4)

e) اُس نے اُن طریقوں کو منظم کیا اور اُن کی حوصلہ افزائی کی جس سے لوگ ایک دُوسرے کی مدد کریں گے۔(22,21:4)

b۔ ایک موثر راہنما اچھی مثال کے ذریعے دُوسروں کو تحریک دیتا ہے۔

1) اچھے راہنما دباؤ نہیں ڈالتے۔ وہ اپنی اچھی مثال سے لوگوں کو قائل کرتے ہیں کہ وہ اُن کی پیروی کریں۔(5:14-19 کا مطالعہ کریں)

a) نحمیاہ نے اپنے اختیار سے دستبردار ہو کر دردمندی کی عظیم مثال قائم کی۔(15,14:5)

b) اُس نے قربانی کی مثال قائم کی۔(16:5)

c) اُس نے سخت محنت کی مثال قائم کی۔(23:4)

2) جب مثال یا نمونے کی پیروی نہیں کی جاتی تو راہنما کو ضرور موثر نظم وضبط پر عمل کرانے کے لیے تیار اور قابل ہونا چاہیے۔

3) لالچی سرداروں کے معاملہ میں نحمیاہ نے ثابت کیا کہ وہ نظم وضبط کے اِس پہلو پر عمل درآمد کرانے کے قابل ہے۔(5:1-13)

c۔ ایک موثر راہنما مضبوط شخصی تعلقات کے ذریعے تحریک دیتا ہے۔

1) نحمیاہ کو اپنے سرداروں کے ناموں کا علم اور اِس جملے کا اعادہ ''مرمت کی'' (3:11,19-21,24-27,30) اُس کے کام کرنے والوں کی کوششوں کی شخصی آگاہی کو ظاہر کرتا ہے۔

2) راہنما کی طرف سے پیروکاروں کو جاننا، اُن کے اندر تعلق اور تحفظ کے شعور کو جنم دیتا ہے۔

3) تعریف اور پہچان تحریک دینے کے لیے بہت لازمی جزو ہیں۔

d۔ ایک راہنما جانتا ہے کہ کیسے باطنی محرکات سے تحریک دینی ہے۔

1) ظاہری محرکات (پیسہ، چھٹیاں) صرف عارضی تحریک پیدا کرتی ہیں۔

2) باطنی محرکات (کام کی طمانیت، مقصد کا شعور) مستقل طور پر تحریک دیتے ہیں۔

a) یقیناً کاروباری تنظیم کی بہت سی تحقیقات باطنی محرکات کی گراں قدری اور ظاہری محرکات کی محدودیت کے بارے میں ظاہر کر چکی ہیں۔

b) نحمیاہ نے 17:2 میں باطنی محرک کو استعمال کیا جب اُس نے کام کرنے والوں سے قومی شان وشوکت کی التجا کی۔

e۔ تحریک دینے کا عمل

1) ایک موثر راہنما سونپے گئے کام کو حقیقت پسندانہ انداز میں پیش کرتا ہے۔ وہ ضرور عمل کی تائید کرتا اور اُمید کا شعور مہیا کرتا ہے۔ یہ عمل، حقیقت سے عمل اور ایمان

کی طرف حرکت کرتا ہے۔

2) مندرجہ ذیل خاکہ کو استعمال کرتے ہوئے ظاہر کریں کہ کیسے نحمیاہ نے تحریک کے اِس عمل کو استعمال کیا۔(17,16:2)

تحریک دینے کا عمل
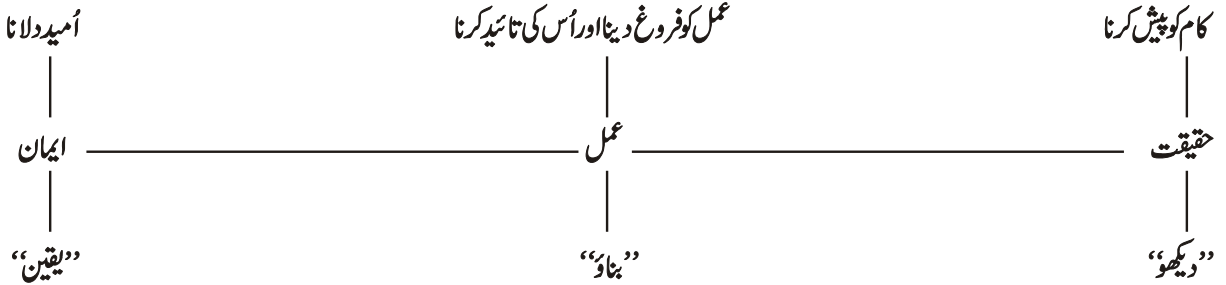
3۔ ایک موثر راہنما جانتا ہے کہ اُس نے مخالفت سے کیسے دُرست طور پر نپٹنا ہے۔

a۔ اگر ایک راہنما پر تنقید نہیں کی جاتی تو یقیناً اِس کا مطلب ہے کہ وہ اپنا کام ٹھیک طور سے نہیں کر رہا۔(لوقا 26:6)

b۔ مخالفت اکثر کامیابی لاتی ہے۔جتنی بڑی کامیابی ہوگی اتنی ہی بڑی مخالفت ہوگی۔راہنماؤں کو ضرور اپنے مخالفین کو حکمت سے جواب دینے کے قابل ہونا چاہیے۔

c۔ نحمیاہ نے بڑے موثر انداز سے اپنے مخالفین کو جواب دیا۔(1:6-8)

1) اُس نے مخالفت کی وجہ معلوم کی۔(12:6)

2) پھر اُس نے مخالفت کے محرک کو معلوم کیا۔(13:6)

3) مخالفین کی حرکات کسی بھی طور پر اُسے یا اُس کے کام کرنے والوں کو منتشر نہ کرنے پائیں۔اُن کی نگاہیں اپنے مقصد کی طرف تھیں نہ کہ مخالفت کی طرف۔اُن کی توجہ کا مرکز اُن کا مقصد تھا۔

4) اُس نے دُعا(9,5,4:4) اور عزم مستحکم(6:4) کے ذریعے مخالفت کا مقابلہ کیا۔اُس نے اپنی عقل سلیم کو بھی استعمال کیا۔(9:4)

مصنف کی توضیح

اگر آپ سوچتے ہیں کہ کوئی شخص آپ کی کار کو نقصان پہنچا سکتا ہے تو آپ دُعا کریں اور اپنی کار کی حفاظت کے لیے خُدا پر اعتماد کریں۔آپ کو چاہیے کہ آپ کار کے دروازے بھی بند کریں اور اُسے محفوظ مقام پر کھڑا کریں۔(یہ عقل سلیم ہے)

اپنی توضیح یہاں لکھیں

a) نحمیاہ کا ایمان متکبر نہیں تھا۔ وہ مردِ ایمان اور مردِ عمل تھا۔ غور کریں کیسے اُس (9:4) میں کہا، ''پر ہم نے اپنے خُدا سے دُعا کی اور اُن کے سبب سے دن اور رات اُن کے مقابلہ میں پہرا بٹھائے رکھا۔''

b) عمل ایمان کی نفی نہیں کرتا۔ اصل میں یہ ایمان کا حصہ ہوتا ہے۔

D۔ راہنما کا کردار جیسے یہ اُس کی اپنی ذات سے تعلق رکھتا ہے۔

1۔ مسیحی راہنما ایثار و بے غرضی کی پیروی کرتا ہے۔

a۔ مسیحی راہنما اپنی ذات سے درکنار دُوسروں کے لیے قربانی دینے کی تحریک رکھتا ہے۔ ایک راہنما کو خود غرض اور خود پسندانہ نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ اُسے دُوسروں کا درد رکھنا چاہیے۔ ایک راہنما دُوسروں کی کامیابی پر توجہ مرکوز کرتا ہے نہ کہ محض اپنی ذات پر۔

1) کام کرنے والوں کے ناموں اور اُن کے کام کی تکمیل کی فہرست بناتے ہوئے اُس نے اپنی ذات پر توجہ مرکوز نہ کی۔ اُس نے دُوسروں کی کامیابیوں پر توجہ مرکوز کی۔

2) ایک مسیحی راہنما ہمیشہ زیادہ الزامات اور کم عزت ملنے کے لیے تیار رہتا ہے۔

b۔ ایک مسیحی راہنما کو ضرور اِس قابل ہونا چاہیے کہ وہ اپنی ذات سے درکنار دوسروں پر توجہ مرکوز کر سکے۔ اگر وہ اپنی ذات اور اپنے مسائل کے بارے میں حد درجہ پریشان ہے تو پھر وہ دُوسروں کی مدد نہیں کر سکے گا۔ اُسے ضرور دُوسروں کے بارے میں ہمدردی کے جذبہ کو محسوس کرنا چاہیے۔

1) یسوع کو بھیڑ پر ترس آتا تھا کیونکہ وہ اپنی ذات اور صرف اپنی ضروریات پر نگاہ کرنے کی بجائے دُوسروں اور اُن کی ضروریات پر نگاہ کرتا تھا۔ (مرقس 6:31-39)

2) نحمیاہ نے بھی اپنی نگاہوں کو اپنی ذات سے ہٹا کر اُن لوگوں کے درد کو محسوس کیا جن کی وہ راہنمائی کر رہا تھا۔ (1:4)

2۔ مسیحی راہنما قربانی کا مظہر ہوتا ہے۔

a۔ مسیحی راہنما کو اپنے لوگوں کے لیے قربانی دینی چاہیے۔ اُسے اپنے آپ کو اُن لوگوں کے لیے پیش کرنا چاہیے جن کی وہ راہنمائی کر رہا ہے۔

1) بائبل مقدس کے مطابق شوہر بیوی کا سر (راہنما) ہے۔ (افسیوں 5:23) بطور سر (راہنما) اُس کی ذمہ داری کا خلاصہ افسیوں 5:25 میں بیان کیا گیا ہے۔ ''اپنے آپ کو اُس کے واسطے موت کے حوالہ کر دیا۔''

2) اگر ایک راہنما اِس طرح وفادار نہیں ہے تو پھر وہ موثر طور پر اپنے لوگوں کی راہنمائی کرنے کے قابل نہیں۔ اگر وہ اُن لوگوں کے لیے اپنی جان پیش کرنے کے لیے آمادہ نہیں جن کی وہ راہنمائی کر رہا ہے تو پھر آخر کار وہ تحریک کھو دے گا۔ کیونکہ وہ اپنے مقصد کے شعور کو کھو دے گا۔

a) ایک مضبوط، واضح اور مقصد کے شعور کے بغیر راہنما ہونا مشکل ہے۔ اِس مقصد کے لیے ضرورت ہوتی ہے کہ اُن لوگوں کی بہتری پر نظر رکھی جائے جن کی راہنمائی کی جا رہی ہے۔

b) راہنما کبھی بھی لوگوں کی ضروریات کے برعکس اپنی ضروریات پر توجہ مرکوز نہیں کرتا۔

b۔ مسیحی راہنما کو ضرور دُوسروں کی طرزِ زندگی کے تناظر میں قربانی دینے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

1) راہنماؤں کو آسائش پسندانہ زندگی سے انکار کرنا چاہیے جب کہ وہ لوگ غربت کی لکیر کے نیچے زندگی بسر کر رہے ہوں جن کی وہ راہنمائی کر رہا ہے۔

2) شاید ایک سے زیادہ وجوہات کی بنا پر یہ نکتہ بہت ہی اہم ہے کیونکہ یہ راہنما کے خلوص کو ثابت کرتا ہے۔ (5:14,17,18)

بحث کا نکتہ

بحث کریں کہ کیسے نحمیاہ کے اعمال اُس کی وفاداری اور دیانت داری کو ظاہر کرتے ہیں۔

3۔ مسیحی راہنما عاجزی کو منعکس کرتے ہیں۔

a۔ مسیحی راہنماؤں کو ضرور دُوسروں کے ساتھ عاجزی سے پیش آنا چاہیے۔ وہ دُوسروں کے بارے میں مغرور اور متکبرانہ رویہ نہیں رکھ سکتے۔ عاجزی ہمیں اِس قابل بناتی ہے کہ ہم دُوسروں کے ساتھ شانہ بشانہ مل کر کام کر سکیں۔

1) 17:2 میں نحمیاہ اپنے آپ کو لوگوں کے ساتھ شامل کرتا ہے۔

a) وہ اُن کو یہ نہیں کہتا کہ، ''یہ آپ کا مسئلہ ہے، آپ کو یہ ضرور کرنا ہے۔''

b) وہ کہتا ہے، ''یہ ہمارا مسئلہ ہے، اور ہمیں یہ ضرور کرنا چاہیے۔''

2) 23:4 میں نحمیاہ اِن الفاظ کا عملی مظاہرہ کرتا ہے۔

a) وہ اپنے لوگوں کے ساتھ کام کرتا ہے۔ اور اُن کے لیے کھڑا ہوتا اور اپنے ہاتھوں کو گندا کرتا ہے۔

b) وہ سخت محنت کرنے کی وجہ سے متکبر نہ تھا۔ اُس نے اپنے آپ کو اتنا عاجز کیا کہ ادنیٰ کام کا حصہ بنا، جیسے وہ عام لوگوں کی راہنمائی کر رہا تھا۔

b۔ مسیحی راہنما صلیب پر بنتے ہیں۔

1) ایک مسیحی راہنما کو ضرور اپنی شناخت مسیح کے ساتھ کرانی ہے جیسے اُس نے اپنی شناخت صلیب سے کرائی۔ صرف اِسی طریقے سے مسیح کے جی اُٹھنے کی قدرت راہنما کی زندگی اور اُس کی خدمت میں آتی ہے

2) راہنمائی کا یہ پہلو کسی بھی دُوسرے پہلو سے زیادہ اہم ہے اور یہ خُدا کے ساتھ ایک مضبوط اور گہرے رشتے سے ممکن ہوا۔

3) ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایک اچھا مسیحی راہنما تب اپنی ذمہ داریوں کو سرانجام دے سکتا ہے۔ جب وہ دائرہ نور (spotlight) کے اندر ہوتا ہے۔ تاہم ایک عظیم راہنما اس وقت اپنی ذمہ داریوں کو دُرست طور پر سرانجام دینے کے قابل ہوگا جب وہ اکیلا ہوگا۔ اور خُدا کے ساتھ وقت گزارنے سے عظیم راہنما بنتے ہیں۔

کلاس نمبر: 4

E۔ نحمیاہ کے کردار کی خصوصیات سے قیادت کا ضمیمہ

1. ایمان (16:6;20,15,14:4
2. دُعا (14,9:6;19:5;9,5,4:4;4:2;11-4:1
3. حساسیت (12:2
4. خُدا کا خوف (15,9:5
5. خُدا پر انحصار (18,8:2
6. صاحب علم (15-12,8:2;2:1
7. صاحب بصیرت (12:6
8. تابندہ عمل (17:2
9. باعمل (30-28,23-21:3
10. ثابت قدمی (21:4
11. دور اندیشی (16-12:2
12. راست بازی (19-14,12-9:5
13. تیاری (16-11,8-6:2
14. حوصلہ مندی (11:6
15. موقع شناسی (8-5:2
16. راست غصہ (6:5
17. زر پذیریوں سے تحفظ (13:4

V۔ بے غرضی کی کرداری خصوصیت

A۔ بے غرضی کا تعارف

1۔ شاید مسیحی کردار کی وضاحت ہم صرف ایک لفظ ''بے غرضی'' سے کر سکیں۔

a۔ بے غرضی کسی شخص کے کردار کی وہ خوبی ہوتی ہے جو اُسے اِس قابل بناتی ہے کہ وہ اپنی ذاتی ضروریات اور خواہشات کو بھول کر دُوسرے لوگوں کی ضروریات اور خواہشات کو یاد کرے۔

b۔ بے غرضی وہ خوبی ہے جو مسیح کو ہمارے اندر بسا دیتی ہے۔''اور اب میں زندہ نہ رہا بلکہ مسیح مجھ میں زندہ ہے۔''(گلتیوں 20:2)

2۔ یہاں ہم فرانسیس اسیسی (Francis Assisi) کی زندگی کے کچھ پہلوؤں پر بڑی وضاحت سے غور کریں گے۔ مسیحی کردار میں بے غرضی کے تصور کو مکمل طور پر سمجھنے کے لیے ہم اِس عظیم سپوت کی زندگی کا مطالعہ کریں گے جو کلیسیائی تاریخ میں A.D 1200 میں برپا ہوا۔ یقیناً کلیسیائی تاریخ کے بہت سے راہنماؤں جیسے مارٹن لوتھر اور دُوسروں کی مثالوں کا انتخاب کیا جا سکتا ہے۔

بحث کا نکتہ

فرانسیس اسیسی نے ایک بے غرض زندگی بسر کی۔ اُس کی عظیم خواہش تھی کہ وہ مسیح کی زندگی کی پیروی کرتے ہوئے اپنے آپ کو آزاد کرے۔ اُس کی زندگی ایک متحرک زندگی تھی کیونکہ اُس نے اُس روح کو گلے لگایا جس نے مسیح کی صلیب کی طرف راہنمائی کی۔ (متی 25:16) اُس نے بے غرضی کی روح کو گلے لگایا۔ کن طریقوں سے ہم بے غرضی کی زندگی کی پیروی کر سکتے ہیں؟

B۔ آزادی اور بے غرضی

1۔ بے غرضی آزادی اور خود غرضی غلامی ہے۔ خود غرضی ہمیں اپنے آپ کا غلام بنا دیتی ہے۔ بے غرضی ہمیں اپنے آپ سے آزاد کرتی ہے۔ اور ہمیں خُدا اور دُوسروں کی خدمت کرنے کے آزاد کرتی ہے۔

2۔ فرانسیس اسیسی (Francis Assisi) نے اپنی بے غرضی سے آزادی کو حاصل کیا۔

a) ایک دفعہ وہ ایک پرندے کی آزادی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ وہ ایک گھر کے چھت پر گیا۔ وہ آہستہ آہستہ چھت کے کنارے کی طرف گیا جہاں پرندہ کھڑا تھا۔ لیکن وہ پرندہ اُڑ گیا کیونکہ پرندہ آزاد تھا۔

b) فرانسیس بھی اُڑنا چاہتا تھا۔ وہ آزاد ہونا چاہتا تھا۔ اُس نے اس بات کو سمجھا کہ اُڑنے کے لیے اُس کا بدن بہت ہلکا ہونا چاہیے۔ اور اُسے اپنے آپ کو اُس بوجھ سے آزاد کرنا ہے جو وہ اُٹھائے ہوئے ہے۔ اُسے ضرور اپنے آپ کو مارنا ہے۔

c) آزادی کی اِس تعریف کے تناظر میں متی 11:28-30 کے معنی پر غور کریں۔

3۔ آزادی نے مسیح کو صلیب پر بھیجا۔ بے غرضی میں آزادی ہے اور ''جہاں کہیں خُداوند کا رُوح ہے وہاں آزادی ہے۔'' (2- کرنتھیوں 17:3)

بحث کا نکتہ

گلتیوں 13:5 اور 1- پطرس 16:2 کی اہمیت پر بحث کریں جیسے یہ آزادی اور بے غرضی کے اُن خیالات سے تعلق رکھتی ہے۔

C۔ خوشی اور بے غرضی

1۔ خوشی بے غرضی کا نتیجہ ہے۔ اداسی خود غرضی کا نتیجہ ہے۔

a۔ فرانسیس نے اپنے پیروکاروں کو بتایا کہ یہ اُن کی ذمہ داری ہے کہ وہ خوشی سے بھریں اور دُوسروں کے دلوں کو بھی اُبھاریں۔

b۔ فرانسیس مردِ مسرت (Man of Joy) تھا کیونکہ اُس کی بے غرضی حقیقی تھی۔ اُس نے اپنے آپ کو ضبطِ نفس کے لیے مجبور نہ کیا۔ اُس نے اپنی خوشی سے اپنی ذات کا انکار کیا کیونکہ وہ مسیح کی مانند بننا چاہتا تھا۔ پس اُس کی تکلیف اور ضبطِ نفس خوشی سے سرانجام دیں گئیں۔

2۔ راست بے غرضی شادمان رُوح سے ثابت کی جاتی ہے۔

a۔ فرانسیس کو روزہ رکھنا بہت اچھا لگتا تھا۔ یہ اُس کے اُوپر بوجھ نہیں تھا۔ وہ اِس لیے اِس سے لطف اندوز نہیں ہوتا تھا کہ وہ کوئی ''مسا کیت زرہ/Masochist'' (وہ شخص جو اپنے آپ کو اذیت دے کر لطف اُٹھاتا ہے) ہے۔ وہ اِس لیے اِس سے خوش ہوتا کیونکہ روزہ کے بارے میں اُس کے محرکات راست تھے۔

b۔ ایک مذہبی اور خود غرضانہ رُوح اُداسی کی طرف لے جاتی ہے۔ لیکن ایک راست اور بے غرض رُوح خوشی کی طرف لے جاتی ہے۔

بحث کا نکتہ

بحث کریں کہ کیسے یہ بات مندرجہ ذیل حوالوں میں صادق ہے۔متی 44:13، 2- کرنتھیوں 2:8، فلپیوں 18,17:2

نوٹ: بے غرضی کے تعلق سے مندرجہ ذیل اقتباسات فرانسیس سے منسوب ہیں۔

D۔ فرانسیس اسیسی کے اقوال

1۔ کلیسیا کو دی گئی تمام برکات اور نعمتوں میں سب سے افضل اپنے آپ کو شکست دینا اور اپنی خوشی سے مسیح کی محبت میں درد، بے عزتی اور شرم کو برداشت کرنا ہے۔ (لوقا 23-22:6)

2۔ عقل، سادگی، غربت، عاجزی، محبت اور فرمانبرداری کو بطور پاکدامنی بیان کرتے ہوئے، فرانسیس کہتا ہے، ''یہ خُداوند کی طرف سے سب سے مقدس خوبی ہے کہ آپ آگے بڑھیں اور ہم میں سے کوئی بھی شخص ایسا نہیں جو اپنی خودی کا انکار کئے بغیر ان کی مشق کر سکے۔

کلاس نمبر: 5

VI۔ نظم وضبط (جان ویزلی کی زندگی کا مطالعہ)

A۔ نظم وضبط کا تعارف

1۔ مسیحی کردار کا مطالعہ کرتے ہوئے، ہمیں چاہیے کہ نظم وضبط کے خیال پر غور وفکر کریں۔ ایک مسیحی زندگی کو نظم وضبط کی مثال ہونا چاہیے۔ اِس نظم وضبط کو مسیح کی محبت سے متاثر ہونا چاہیے۔

2۔ انگریزی زبان کا لفظ ''Disciple'' (شاگرد) اُسی جڑ سے ماخوذ کیا گیا ہے جس سے لفظ ''Discipline'' (نظم وضبط) بنا ہے۔ مسیحی شاگرد وہ ہے جو یسوع مسیح کی پیروی کرتا اور اپنی زندگی کو اُس کے بتائے ہوئے نمونہ پر پروان چڑھاتا ہے۔

3۔ میتھوڈسٹ تحریک کا بانی جان ویزلی ایک نظم ونسق کا پیکر (Man of Dispcipline) تھا۔ وہ خُدا کے ساتھ چلنے میں بہت باقاعدہ اور باسلیقہ (Methodical، اِسی لفظ سے اِس تحریک کا نام میتھوڈسٹ پڑا) تھا۔

a۔ تاہم وہ ضابطہ پرست نہیں تھا۔ اُس کی مسیحیت ایسی نہیں تھی کہ وہ اُسے مجبور کرے۔

b۔ وہ ایک راست وقف شدہ مسیحی تھا۔ اُس کی مسیحیت (نظم وضبط) ایک ایسی چیز تھی جس پر وہ خوشی اور آزادی سے عمل کرتا تھا۔

c۔ اُس کا نظم وضبط مسیح کے لیے اپنے آپ کو وقف کرنا، اور اُس پر توجہ مرکوز کرنے کے لیے کسی بھی چیز سے بڑھ کر تھا۔

4۔ ویزلی کے حالات زندگی کو استعمال کرتے ہوئے ہم اِس بات کا مختصر جائزہ لیں گے کہ کیسے نظم وضبط مسیحی کردار کا ایک اہم پہلو ہے۔ چرچ ہسٹری سے اور بھی بہت سی مثالوں کا انتخاب کیا جاسکتا ہے۔

B۔ دی ہولی کلب (The Holy Club)

1۔ اپنی زندگی کے ابتدائی ایام میں ویزلی نے ایک گروپ تشکیل دیا جس کا نام ''ہولی کلب'' تھا۔ اِس گروپ نے مل کر مندرجہ ذیل کام سرانجام دیئے۔

a۔ وہ ہر ہفتے دو دن روزہ رکھتے تھے۔

b۔ وہ ہر روز صبح پانچ بجے سے نو بجے تک دُعا، حمد وثنا اور بائبل کا مطالعہ کرتے۔

c۔ وہ ہر روز شام چھ بجے سے سات بجے تک غریبوں کے لیے دُعا کرتے۔

d۔ ہر ہفتے میں پانچ دن شام سات بجے سے نو بجے تک وہ مل کر عبادتی اور الٰہیاتی کتابیں پڑھتے۔

2۔ ہولی کلب کے تمام اراکین بہت منظّم تھے۔ تاہم اُن کی زندگیوں کا نظم وضبط محض اُن کے منظّم ہونے سے نہ تھا۔ اُن کے نظم وضبط کی وجہ اُن کی خُدا سے محبت اور اُسے جاننے کی جلتی ہوئی خواہش تھی۔

C۔ ضابطہ پرستی آزادی نہیں

1۔ ابتدائی میتھوڈسٹ کے نظم وضبط کی ساخت کچھ لوگوں کے مطابق ضابطہ پرستی کی حد بندی ہوسکتی ہے۔

a۔ تاہم میتھوڈسٹ تحریک کی بنیاد منظّم انسانی قابلیت پر نہیں بلکہ رُوح القدس کی تحریک اور خُدا کے ساتھ گہری رفاقت کی خواہش پر تھی۔

1) پاکیزگی کی خواہش کے لیے نظم وضبط کی مشق کی گئی۔ یہ اختتام نہیں تھا۔ اِس کا مطلب صرف یہ تھا کہ خُدا کو مکمل طور پر جانا جائے۔

2) اِس نظم وضبط کا مطمعِ نظر لوگوں کو کچھ کرنے کے لیے مجبور کرنا نہیں تھا۔ بلکہ لوگوں کو خُدا کے ساتھ مضبوط اور پھل دار رشتہ کے لیے دعوت دینا تھا۔

b۔ جبری نظم وضبط ضابطہ پرستی کی طرف لے کر جاسکتا ہے۔ تاہم جو نظم وضبط رُوح القدس کی تحریک اور کسی کے ذاتی فیصلہ سے وقوع پذیر ہوتا ہے۔ وہ آزادی اور زندگی کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔

2۔نظم وضبط نجات کے کارن نہیں۔یہ ایک کوشش ہے۔

a۔ یہ خُدا کو دیا جانے والا وہ جواب ہے جس میں کہا جاتا ہے، ''میں اپنی پوری زندگی تمہیں دینا چاہتا ہوں کیونکہ تو نے اپنی پوری زندگی مجھے دی''۔ نظم وضبط ایک ایسا آلہ ہے جو ''نجات کے کام'' کے لیے استعمال ہو سکتا ہے اور اِسے کیا بھی جانا چاہیے۔ (فلپیوں 12:2)

b۔ چنانچہ نظم وضبط نجات سے زیادہ تقدیس کے عمل سے نسبت رکھتا ہے۔جیسے ہی ہم مقدس ہونے کے لیے اپنے آپ کو رُوح کے کام کے سپرد کرتے ہیں تو ہم اپنی زندگی کے ہر پہلو میں زیادہ منظّم ہوتے جاتے ہیں۔

c۔ مسیحی کردار میں نظم وضبط کا مطمعِ نظر پاکیزگی اور خُدا کے ساتھ رشتہ ہونا چاہیے۔

1) ایک مسیحی کو اپنے بدن کو قابو میں کرنے کے لیے ضرور منظّم ہونا چاہیے۔(1- کرنتھیوں 6:12-20)

2) اس نظم وضبط کو ''جسمانی نظم وضبط'' سے زیادہ ہونا چاہیے۔اِسے ضرور خُدا پرستی کے تناظر میں سرانجام دیا جانا چاہیے۔(1- تیمتھیس 8,7:4)

3) ایسا مسیحی کردار جس میں نظم وضبط ہوتا ہے اُسے کسی بھی چیز سے زیادہ خُدا کے ساتھ وقت گزارنے کی طرف اشارہ کرنا چاہیے۔ہمیں چاہیے کہ ہم مسلسل خُدا کی حضوری میں اپنے اذہان کو منظّم کریں۔ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے آپ کو منظّم کریں اور اپنی زندگی کو اِس طور پر گزارنے کی منصوبہ بندی کریں جس میں خُدا کے ساتھ وقت گزارنے کو ترجیح دی جائے۔

بحث کا نکتہ

بحث کریں کہ کیسے ابتدائی مسیحیوں نے اپنے کردار میں نظم وضبط کو ظاہر کیا۔اعمال 42:2 کے مقاصد اور چیلنجز کے بارے میں بحث کریں۔

پرنسپل کے بارے میں

آپ 28 دسمبر 1984 کو گوجرانوالہ کے ایک گاؤں آٹاوہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم گورنمنٹ ہائی سکول آٹاوہ سے حاصل کی۔ میٹرک کرنے کے بعد آپ نے پاکستان آرمی کے شعبہ الیکٹریکل مکینیکل انجینئرنگ (EME) میں بطور وہیکل مکینک شمولیت اختیار کی۔ پاکستان آرمی میں رہتے ہوئے آپ نے اپنی پیشہ ورانہ خدمات کے ساتھ ساتھ اپنے تعلیمی سفر کو بھی جاری رکھا۔ وہاں رہتے ہوئے آپ نے ایف۔اے، بی۔اے، ایم۔اے (اُردو، تاریخ) بی۔ایڈ، اور ایم۔ایڈ کی ڈگریاں مکمل کیں۔ حال ہی میں آپ نے یونیورسٹی آف سیالکوٹ سے ایم۔فِل (اُردو) کا آغاز بھی کر دیا ہے۔

آرمی میں رہتے ہوئے آپ نے اپنی مسیحی تعلیم کے سفر کو بھی جاری رکھا۔ آپ نے پاکستان بائبل کارسپانڈنس سکول سے انگریزی اور اُردو بائبل کورسز مکمل کئے، گوجرانوالہ تھیولاجیکل سمینری (پریسبٹیرین سکول آف ڈسٹنٹ لرننگ) سے ڈپلومہ آف تھیالوجی، فیتھ تھیولاجیکل سمینری گوجرانوالہ سے بی۔ٹی۔ایچ، ایم۔ڈیو اور ڈاکٹر آف منسٹری کی ڈگریاں مکمل کیں۔ اِس کے علاوہ آپ نے آن لائن بچوں کی تربیت کی چار سالہ ڈگری (SSCM) امریکہ سے مکمل کی۔ مئی 2020 میں آپ کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے امریکہ کے ایک بائبل کالج نے آپ کو ڈاکٹر آف ڈونٹی کی اعزازی ڈگری سے نوازا۔

آپ کلائمب انسٹیٹیوٹ پاکستان کے پریزیڈنٹ بھی ہیں۔ آپ ونگ سولز بائبل کالج کے اکیڈمک ڈین کی خدمات بھی سرانجام دے رہے ہیں۔ جہاں پر پورے پاکستان سے طالبعلم خط و کتابت کے ذریعے بائبل کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ آپ متعدد انگریزی کتابوں کا اُردو میں ترجمہ بھی کر چکے ہیں، جن میں قابل ذکر ''عورت کو الزام مت دو'' ''رُوح القدس میں دُعا'' ''ہمارا حیرت انگیز خُدا'' ''پاکدامن عورت'' ''استحکام'' ''اکیسویں صدی میں بچوں کی خدمت کی دوبارہ سے وضاحت'' ''قوت سے بھریں'' ''آئیوی کی مہم جوئی اور خُدا'' ''بچوں کو دُعا کرنے دیں'' ''ایک سے چالیس تک اعداد کے بائبلی معانی'' اِس کے علاوہ کچھ کتابیں تکمیل کے مرحلہ میں ہیں جن میں بلخصوص ''بائبل میں بیان کئے گئے دیوی دیوتا'' بھی شامل ہے۔

آرمی میں رہتے ہوئے آپ نے جسمانی تربیت کا سرٹیفکیٹ (PACES) بھی مکمل کیا۔ اِس کے علاوہ آپ نے نسٹ (NUST) یونیورسٹی سے ملحق الیکٹریکل مکینیکل انجینئرنگ کالج اسلام آباد سے ٹینک الضرار (Al-Zarar) کی خصوصی تربیت حاصل کی۔

2005 میں آرمی کی سروس کے دوران آپ کی زندگی میں ایک حادثہ پیش آیا جس کی وجہ سے آپ نے اپنی زندگی خُداوند کو دے دی۔ 2009 میں آپ کی مخصوصیت بطور مبشر پاسٹر کنگ سلے (انگلینڈ) نے کی۔ اور آپ نے اپنے خدمتی سفر کا آغاز کیا۔

16 اکتوبر 2009 میں آپ کی شادی آپ کی خالہ زاد سے ڈسکہ میں ہوئی۔ آپ کی بیوی پیشہ کے لحاظ سے ڈاکٹر ہیں۔ خُدا نے آپ کو دو خوبصورت بیٹیوں (جینفر فیاض اور جیسیکا فیاض) اور ایک بیٹے ابرہام یشوع سے نوازا ہے۔

2012 میں آپ نے ونگ سولز فار کرائسٹ منسٹریز کا آغاز کیا۔ 2015 میں آپ نے آرمی کی سروس کو خیرباد کہہ کر کل وقتی خدمت کا فیصلہ کیا۔ اب آپ بائبل اور مسیحی لٹریچر کی مفت تقسیم، بائبل سکول، سنڈے سکول، تعلیم بالغاں برائے خواتین، فری میڈیکل کیمپ، مسیحی بچیوں کے لیے سلائی اور پارلر کی تربیت اور یتیم بچوں کے لیے مفت تعلیم جیسی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

آپ دی گڈ شیپرڈ سکول کے پرنسپل بھی ہیں۔ جہاں مسیحی بچوں کے لیے تعلیم و تربیت کا عمدہ بندوبست کیا جاتا ہے۔ یہاں مسیحی بچوں کو دُنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ ٹھوس بائبلی تعلیم سے بھی لیس کیا جاتا ہے۔ آپ کی زندگی کا مقصد مسیحی قوم کو رُوحانی اور معاشرتی طور پر اپنے پاؤں پر کھڑا کرنا اور بالغ بنانا ہے۔

مریم صدیقہ ٹاؤن، چنداقلعہ، گوجرانوالہ 0300-7499529, 0346-2448983